ہفت روزہ

خدام الدین لاہور

زیر سرپرستی شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی مدظلہ

جلد (۱) یوم جمعہ ۸ رمضان المبارک ۱۳۷۵ھ مطابق ۲۰ اپریل ۱۹۵۶ء شمارہ ۴۹

ذکرِ الٰہی

خدا کی یاد میں دُنیا کو بھول جا اے دل
وُہ کام کر کہ ہر اک طرح سود مند رہے!
ہمارے عجز نے جتنا ہمیں جھکایا تھا
خُدا کی شان کہ اتنے ہی سر بلند رہے!

ایڈیٹر: عبدالمنان چوہان

قیمت فی پرچہ چار آنے
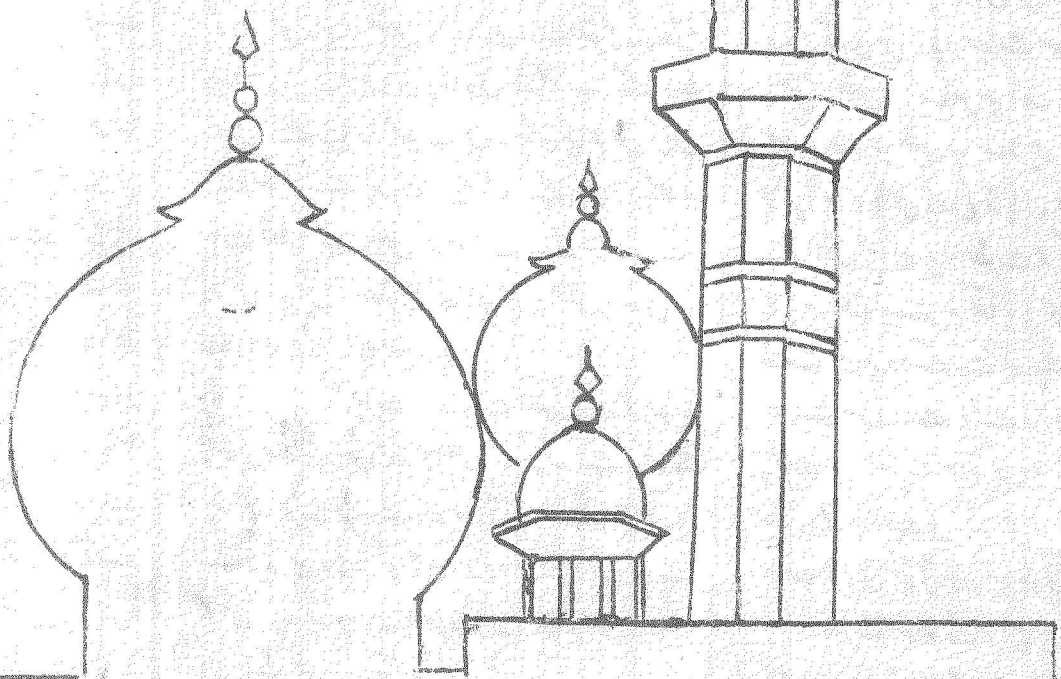
امرأۃ الاسلام

حضرت سودہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا

از سید مشتاق حسین صاحب بخاری لاہور

اس سے پیشتر حضرت عائشہؓ کے حالات میں آیا ہے کہ مورخین کا اس بارے میں اختلاف ہے کہ حضرات عائشہؓ اور سودہؓ میں کس کا نکاح حضورؐ سے پہلے ہوا۔ بہر حال دونوں کے نکاح کا زمانہ قریب قریب ہی ہے۔

نام و نسب سودہ نام تھا۔ اور قریش کے ایک نامور قبیلہ عامر بن لوی سے متعلق تھیں۔ ان کی والدہ مدینہ منورہ کے خاندان بنو نجار سے تھیں۔ پہلا نکاح سکرانؓ بن عمرو سے ہوا۔ جو ان کے چچا زاد تھے۔ حضرت سودہؓ ابتدائے نبوت میں مشرف بہ اسلام ہوئی تھیں۔ ان کے بعد ان کے شوہر اسلام لائے مسلمان ہونے کی حیثیت سے ابتدائی دنوں میں مکہ میں مشرکین کے ہاتھوں خوب ظلم وستم اٹھائے جب جور و جفا حد سے گزر گئے تو مہاجرین کی پہلی جماعت کے ساتھ شوہر کی معیت میں حبشہ روانہ ہوئیں۔ وہاں کئی برس رہ کر مراجعت فرمائے وطن ہوئیں۔ واپسی پر ان کے شوہر انتقال فرما گئے۔

حرم نبی اکرمؐ اگرچہ نکاح کے تقدم کے بارے میں اختلاف ہے۔ لیکن اس بارے میں اختلاف نہیں کہ جناب خدیجہ اکبرؓ کے انتقال کے بعد سب سے پہلی رخصتی حضرت سودہ کی ہے اولین مونس و غمخوار کی وفات کے بعد حضورؐ خود بھی پریشان خاطر رہا کرتے تھے۔ حضورؐ کی یہ حالت خولہ بنت حکیمؓ (صحابیہ) سے نہ دیکھی گئی اور عرض کی کہ حضورؐ کو ایک رفیقہ حیات کی ضرورت ہے۔ آپؐ نے فرمایا ہاں۔ امور خانگی سب خدیجہؓ کے سپرد تھے وہ حضورؐ کی اجازت سے حضرت سودہؓ کے والد ماجد کے پاس گئیں اور یہ پیغام سنایا انہوں نے حضورؐ کی شرافت کی تعریف کی اور کہا سودہؓ سے تو دریافت کر لو۔ حضرت سودہؓ رضامند ہوئیں اور باقی مراتب طے ہوئے۔ حضورؐ خود تشریف لے گئے۔ سودہؓ کے والد نے نکاح پڑھا۔ اور چار سو درہم مہر قرار پایا۔

حضرت سودہؓ کے بھائی عبداللہ ان کے حرم نبوی بننے تک اسلام نہیں لائے تھے۔ جب انہیں حضورؐ کے ساتھ نکاح کا علم ہوا تو بہت برافروختہ ہوئے اور سر پہ دھول ڈال کر کہنے لگے غضب ہو گیا کہ سودہ کا نکاح حضورؐ سے ہو گیا۔ خیر بعد میں جب وہ دائرہ اسلام میں داخل ہوئے تو انہیں اپنی اس غلطی پہ ہمیشہ افسوس اور ندامت ہوتی تھی۔

ایک دفعہ حضرت سودہؓ نے اپنے شوہر کی زندگی میں ایک خواب دیکھا اور ان سے تعبیر پوچھی انہوں نے کہا کہ شاید میری موت کا زمانہ قریب ہے اور میرے بعد تمہارا نکاح حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہوگا۔ چنانچہ ان کا یہ خواب حرف بحرف پورا ہوا۔

ایک دفعہ حضورؐ نے انہیں طلاق دینے کا ارادہ فرمایا۔ انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ مجھے خانہ داری کی خواہش نہیں بلکہ میری تمنا یہ ہے کہ حضورؐ کی معیت میں دونوں جہان میں رہوں۔ مجھے طلاق نہ دیجئے۔ میں اپنی باری حضرت عائشہؓ کو دیتی ہوں۔ چنانچہ حضورؐ نے اُن کی اس خواہش کو قبول فرما لیا اور ان کی باری کا دن حضرت عائشہ صدیقہؓ کے حصہ آتا تھا۔

حضرت سودہؓ کی ہم نام ایک اور سودہؓ ہیں وہ بھی قریش ہی سے تھیں۔ اہل سیرت نے لکھا ہے کہ یہ بھی بیوہ تھیں۔ جب ان سے حضورؐ نے عقد کا ارادہ فرمایا تو عرض کی یا رسول اللہؐ آپ مجھے سارے جہان سے زیادہ محبوب ہیں۔ لیکن کیا عرض کروں پہلے شوہر سے میرے پانچ چھ بچے ہیں۔ مجھے یہ بات قطعاً گوارہ نہیں کہ وہ آپ کے سرہانے روئیں چلائیں۔ حضورؐ نے ان کا یہ مشورہ قبول فرمایا اور نکاح کا ارادہ ملتوی کر دیا۔

ہجرت کے وقت حضورؐ تنہا (جناب ابوبکر صدیقؓ) کی ہمراہی میں مکہ مکرمہ سے نکلے تھے چنانچہ ہجرت فرمانے کے بعد آپ نے مدینہ منورہ سے زید بن حارثہ کو بھیجا۔ کہ وہ سودہؓ وغیرہ کو لے آئیں۔ چنانچہ وہ اور حضرت فاطمۃ الزہرا ان کے ہمراہ مدینہ منورہ آئیں۔

حلیہ مبارک - ازواج مطہرات میں حضرت سودہؓ سے زیادہ کوئی بلند و بالا نہ تھا۔ حضرت عائشہؓ کا ارشاد ہے کہ جس نے ان کو دیکھ لیا وہ ان سے چھپ نہیں سکتی تھیں۔ ان کا [illegible] لانبا تھا۔

۱۰ھ میں حضورؐ حج پر تشریف لے گئے تو سودہ بھی ہمراہ تھیں۔ چونکہ وہ بلند و بالا اور فربہ اندام تھیں۔ اس وجہ سے تیزی کے ساتھ چل پھر نہیں سکتی تھیں۔ حضورؐ نے اسی بناء پر انہیں مزدلفہ روانہ ہونے سے قبل ہی واپسی کی اجازت دے دی کیونکہ بھیڑ میں چلنے پھرنے میں انہیں تکلیف ہوتی۔

حضورؐ سے ان کے [illegible] کوئی اولاد نہیں ہوئی۔ البتہ پہلے شوہر حضرت سکرانؓ سے ایک فرزند تھا۔ جس کا نام عبدالرحمان تھا۔ انہوں نے جنگ جلولہ (فارس) میں شہادت حاصل کی۔

اخلاق اور فضل و کمال

حضرت سودہؓ سے صرف پانچ احادیث مروی ہیں۔ جن میں ایک کو بخاری نے بھی نقل کیا ہے۔ اخلاق کے متعلق خود حضرت عائشہؓ کی شہادت سنئے فرماتی ہیں سودہ کے علاوہ کسی بھی عورت کو دیکھ کر مجھے یہ خیال نہیں ہوا کہ میری روح اس کے قالب میں ہوتی۔ اطاعت اور فرمانبرداری میں تمام ازواج میں ممتاز تھیں۔ حضورؐ نے حجۃ الوداع کے موقع پر ازواج سے فرمایا تھا کہ "میرے بعد گھر میں بیٹھنا ہوگا" چنانچہ حضرت سودہ نے اس حکم پر اس شدت سے عمل کیا۔ کہ آپ کے بعد حج کے لئے بھی نہ نکلیں فرماتی تھیں کہ میں حج اور عمرہ دونوں کر چکی ہوں۔ اب حضورؐ کے حکم کے مطابق گھر میں بیٹھوں گی۔

سخاوت اور فیاضی ان کا خاص وصف تھا۔ ایک دفعہ فاروق اعظمؓ نے ان کی خدمت میں تھیلی بھیجی جس میں درہم تھے۔ آپ نے اسی وقت تقسیم کر دیئے ذاتی کام طائف کی کھالیں بنانا تھا۔ جو ان سے آمدنی ہوتی اُسے نیک کاموں میں صرف کرتی تھیں۔

حضرت سودہ کا مزاج تیز تھا جیسا کہ اوپر مذکور ہے حضرت عائشہ ان کی معترف تھیں۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں وہ (حضرت سودہؓ) غصہ سے جلد بھڑک اٹھتی تھیں۔ ایک مرتبہ قضائے حاجت کے لئے صحرا کو جا رہی تھیں۔ راستہ میں حضرت عمرؓ مل گئے۔ چونکہ اُن کا ڈیل ڈول نمایاں تھا۔ لہٰذا جناب فاروقؓ نے انہیں پہچان لیا۔ حضرت عمرؓ کو ازواج مطہرات کا باہر نکلنا پسند نہ تھا۔ اسی لئے وہ حضورؐ کی خدمت میں پردہ کے لئے کہہ چکے تھے۔ وہ اس وقت حضرت سودہ سے بولے کہ سودہؓ میں نے آپ کو پہچان لیا۔ حضرت سودہؓ کو یہ بات ناگوار گزری اور حضورؐ سے شکایت کی۔ جس کے بعد آیت حجاب نازل ہوئی اور معاملہ حل ہو گیا۔

حضرت سودہ کے مزاج میں ظرافت تھی۔ کبھی کبھی اس انداز سے چلتی تھیں کہ آپؐ مسکرا اٹھتے۔ ایک مرتبہ حضورؐ سے کہنے لگیں کہ کل رات کو میں نے

(باقی صفحہ ۷ پر)

ہفت روزہ
خدام الدین لاہور

جلد ۱ | یوم جمعہ ۸ رمضان المبارک ۱۳۷۵ھ مطابق ۲۰ اپریل ۱۹۵۶ء | شمارہ ۴۹

"گندم"

گندم کی نئی فصل تیار ہو گئی ہے بلکہ بعض جگہ منڈیوں میں بھی آ گئی ہے۔ ملک کے غریب عوام کی معیشت کا انحصار گندم کی صحیح تقسیم پر ہے۔ پاکستان معرض وجود میں آنے کے بعد بجز ایک دو سالوں کے دیکھا گیا ہے کہ نئی فصل آنے سے قبل گندم اچانک غائب ہو جاتی ہے یا غائب کر دی جاتی ہے اس کے بھاؤ دو گنے بلکہ بعض مقامات پر تگنے چوگنے ہو جاتے ہیں۔ پیشتر اس کے کہ حکومت کوئی اقدام کرے یا گندم کی نئی فصل حالات کو سدھارے غریبوں کی رہی سہی پونجی گرانی و چور بازاری کی نذر ہو جاتی ہے۔ ظاہر ہے کہ ایسے واقعات سرمایہ دارانہ نظام اور ایسی ذہنیت رکھنے والے لوگوں کے ایماء پر رونما ہوتے ہیں۔ جو چند یوم کے لئے مصنوعی قحط پیدا کر کے اور اپنی دولت میں ناجائز اضافہ کر کے تسکین قلب حاصل کرتے ہیں اگر ہر حالت میں ملک کے بیشتر باشندوں کی عسرت مالی کو نظر انداز نہ کیا جاتا تو آئے دن ملک میں قحط سالی کے آثار کیوں رونما ہوتے۔

اب تک حکومت کے دو تین اعلانات اس ضمن میں منظر عام پر آ گئے ہیں ایک تو حکومت نے خود گندم کو خریدنے کا اعلان کیا ہے۔ اور اس کے نرخ بھی بتا دیے ہیں۔ اس سلسلہ میں دو تین چیزوں کا لحاظ ضروری ہے۔ ایک تو مزدور کاشتکار کو اپنی محنت کا صلہ ملنا چاہیئے اس کا واحد ذریعہ آمدنی فصل کی فروخت ہے۔ اگر حکومت نفع اندوزی کے خیال سے غریب کاشتکار کو اس کا جائز حق نہیں دیتی۔ تو یہ انصاف کے سراسر منافی ہو گا۔ دوسرے یہ کہ جس بھاؤ پر گندم عوام میں فروخت ہو وہ ہرگز زیادہ نہ ہو۔ تیسرے جو گندم سرکاری فروختگاہوں پر مہیا کی جائے وہ ہمیشہ اچھی قسم کی ہونی چاہیئے۔ اکثر دیکھا گیا ہے کہ ناقص گندم اچھی قسم میں آمیزش کر کے آٹے کی صورت میں فروخت کر دی جاتی ہے اور جب تک عوام اپنی آواز حکومت کے کانوں تک پہنچاتے ہیں۔ ایسی ناقص گندم کے ذخائر ختم ہو چکتے ہیں کیونکہ عوام سرکاری فروختگاہوں سے خریدنے کے لئے مجبور ہیں۔ یہ بات قطعاً حق و انصاف سے بعید ہے۔ قیمت عمدہ قسم کی وصول کرنا اور بہم رسانی ناقص قسم کی کرنا قومی حکومت کے ہرگز شایان شان نہیں۔

دوسرے اعلان کے ذریعہ حکومت نے گندم کی نقل و حمل پر پابندی عائد کر دی ہے۔ اس کا مقصد بظاہر یہ ہے۔ کہ ایک ضلع سے دوسرے ضلع میں گندم منتقل ہو کر پہلے ضلع میں کمی واقع نہ کر دے۔ اور عوام کو تکلیف نہ ہو۔ اعلان تو خوش کن ہے۔ لیکن بعض اضلاع میں گندم سرے سے ہوتی ہی نہیں۔ اگر وہاں کے عوام کھلے بازار میں گندم لینا چاہیں تو کہاں سے لیں۔ دوسرے یہ کہا گیا ہے کہ گندم کو دوسری جگہ بعض صورتوں میں لے جانے کے لئے حکام سے اجازت حاصل کرنی ہوگی۔ لیکن اجازت نامہ حاصل کرنا ہمارے خیال میں سہل نہیں ہوگا۔ اجازت نامہ دینے میں بھی اثر و رسوخ وغیرہ کی ضرورت ہوگی۔ نتیجہ یہ ہوگا کہ بعض لوگ اپنی ہی گندم دوسری جگہ میں لے جا سکیں گے۔ اس سلسلہ میں گذارش ہے کہ حکومت حکام کو مجبور کرے کہ وہ دیانت داری سے کام کریں اور جائز صورتوں میں اجازت نامے دینے سے تساہل سے کام نہ لیں۔

حکومت کے تیسرے اعلان کے ذریعہ سے گندم کی ناجائز ذخیرہ اندوزی ممنوع قرار دی گئی ہے۔

قارئین کرام جانتے ہیں اس حکومت کی پیشرو حکومتیں بھی ایسے اعلانات کیا کرتی تھیں۔ لیکن چونکہ بڑے بڑے ذخیرہ اندوزوں کو حکومت کے ہاں دخل اور رسائی حاصل ہوتی ہے۔ لہٰذا وہ ضرور ذخیرہ اندوزی کرتے ہیں اور قحط سالی کے آخر میں ناجائز منافع کماتے ہیں۔ جب تک حکومت ایسے قومی دشمنوں کا قلع قمع کرنے کا عزم مصمم نہ کرے اعلانات اور قوانین بے سود ہیں۔ اور قانون کا اطلاق محض سرمایہ داروں اور زمینداروں پر ہوتا ہے۔ حکومت کو اس کے نفاذ کے لئے پوری طرح کوشاں ہونا چاہیئے تاکہ پہلے کی طرح نہ تو قانون کی بے حرمتی ہو اور نہ اس کے نتیجہ کے طور پر عوام مصائب میں گرفتار ہوں۔

معذرت

قرآن نمبر کی انتہائی مصروفیت کے نتیجہ میں ہم یہ شمارہ مکمل ۲۰ صفحات پر مرتب نہ کر سکے۔ اور ۱۶ صفحات پر اکتفا کرنا پڑی۔ اس بنا پر قارئین کرام سے معذرت کی جاتی ہے

(ادارہ)

قرآن کا نصب العین

(امام ولی اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ)

(مرسلہ مولانا غازی خدا بخش صاحب لاہور)

ھُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَہٗ بِالْھُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْھِرَہٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّہٖ وَلَوْ کَرِہَ الْمُشْرِکُوْنَ ۔ (سورہ الصف رکوع نمبر ا پارہ ۲۸)

(وہی ہے جس نے اپنے پیغمبر کو ہدایت اور دین دے کر بھیجا تاکہ اسے تمام دینوں پر غالب کر دے خواہ مشرک اسے ناپسند ہی کریں)

اس آیت کی تفسیر میں حضرت امام ولی اللہ دہلوی رحؒ لکھتے ہیں کہ تاریخی طور پر ثابت ہے کہ دین حق خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں دوسرے دینوں پر غالب نہیں آیا۔ چنانچہ عیسائی اور مجوس اپنی پوری شان و شوکت کے ساتھ موجود تھے اس سے ہمارے مفسرین اس آیت کی تفسیر صحیح طور پر نہ کر سکے۔ چنانچہ ضحاک رحؒ کہتے ہیں۔ کہ یہ غلبہ حضرت عیسیٰؑ کے آنے پر ہوگا۔ ایک اور مفسر حسن بن الفضل لکھتے ہیں کہ اس سے دلیل کے ذریعے غلبہ دینا مراد ہے۔ لیکن بہترین بات حضرت امام شافعی رحؒ نے پیش فرمائی ہے۔ جو فرماتے ہیں کہ شرک کے مرکز دو دین تھے۔ اہل کتاب کا مذہب اور عرب کے امیوں کا دین۔ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے امیوں کے دین پر غلبہ پا لیا۔ اور وہ آپ کے دین کے مطیع ہوگئے اور اہل کتاب نے بھی جزیہ دے کر ماتحتی قبول کرلی۔ اس طرح دین اسلام کا غلبہ ظاہر ہوگیا۔

لیکن امام ولی اللہ دہلوی رحؒ اس تشریح سے مطمئن نہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ اگر اس قسم کا غلبہ مان لیا جائے تو یہ جزوی غلبہ ہی تھا۔ کیونکہ نجران کے عیسائیوں، ہجر کے مجوسیوں اور خیبر کے یہودیوں پر فتح حاصل کرنے سے اس آیت غلبہ کا اصل مقصد حاصل نہیں ہو جاتا کیونکہ غلبۂ دین اسلام کے معنی تو یہ ہونے چاہئیں کہ اُسے وہ عزت اور شان حاصل ہو جائے کہ اس کے مقابلے میں ہر دوسرے دین کو دائمی شکست ہو جائے۔ چنانچہ اس سلسلے میں حضرت امام ولی اللہ رحؒ کئی صحیح احادیث پیش فرماتے ہیں۔ جن میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے میرے سامنے ساری زمین پیش فرمائی اور میں نے مشرق سے مغرب تک اسے دیکھا میری امت کی مملکت یہاں تک پہنچ جائیگی ایک اور حدیث میں حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ کسریٰ ہلاک ہوگیا تو کوئی کسریٰ نہ اُٹھے گا اور قیصر کے ہلاک ہونے کے بعد دوسرا قیصر نہ آئے گا۔ ان سب احادیث کا مقصد یہ ہے کہ دین اسلام کو یہ غلبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حاصل ہوگا۔

اس زمانے میں روئے زمین کا بیشتر حصہ کسریٰ اور قیصر کے قبضے میں تھا۔ اور دوسرے بادشاہ ان میں سے کسی ایک کے ماتحت تھے یا اس سے دبے ہوئے تھے۔ مثلاً روس، فرنگ اور حبشی افریقہ، شام و مصر اور بلاد مغرب اور حبشہ وغیرہ رومی حکومت کے ماتحت تھے۔ اور خراسان توران ترکستان، زابلستان، باختر وغیرہ کسریٰ کے تابع تھے۔ یہودیت۔ دین مشرکین، دین ہنود وغیرہ ان ہی کے آگے پامال تھے اور ضعیف ہو چکے تھے اس لئے حکمت الٰہی کا تقاضا یہ ہوا کہ ان دو سلطنتوں کو تباہ کر دیا جائے۔ اور ان کی جگہ اسلام کی شوکت و سطوت قائم کی جائے۔ پس اسلام کی سطوت کے قیام میں ان دونوں سلطنتوں کی بربادی شامل ہے۔ اور اس کے بعد ہر زمانے میں جب دین حق کا غلبہ ہو وہ اس آیت کی ذیل میں آئے گا اور کسریٰ اور قیصر کی شکست اس غلبے کی پہلی مثال سمجھنی چاہئے۔ جو حضرت ابوبکر صدیق رضؓ حضرت عمر رضؓ اور حضرت عثمان رضؓ کے عہد میں پیش آئی ۔

مذکورہ بالا تفسیر امام ولی اللہ دہلوی رحؒ کی تصنیف ازالۃ الخفا حصہ اول سے لی گئی ہے۔ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کی غرض پر آپ نے حجۃ اللہ البالغہ میں بھی بحث کی ہے چنانچہ اس بے نظیر کتاب کے حصہ اول میں فرماتے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ نے ان دونو سلطنتوں کی تباہی کا اس لئے فیصلہ فرمایا کہ دونوں میں عوام کی اقتصادی حالت بہت ہی بگڑ گئی تھی۔ یہاں تک کہ وہ سعادت اُخروی کا تصور بھی نہ کر سکتے تھے۔ انہیں کمانے دھانے اور زمینداروں اور جاگیرداروں کے ٹیکس ادا کرنے اور بیگاریں دینے کے سوا اور کسی بات کی فرصت ہی نہ ملتی تھی۔ یہ حالت دیکھ کر خدا تعالیٰ کا غضب بھڑکا جس نے یہ شکل اختیار کی کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی انقلابی تعلیم نے ان دونوں سلطنتوں پر غلبہ پا لیا اور وہاں وہ نظام جاری کیا گیا جس میں انسان کی ابتدائی فطری ضرورتیں اس لئے پوری کی جاتی ہیں تاکہ وہ سعادتِ اخروی کے لئے کام کرنے کے واسطے بھی وقت نکال سکے۔ حضرت امام رحؒ کے نزدیک جب کبھی کسی ملک میں ایسی حالت پیدا ہو جاتی ہے جیسی ان دونوں سلطنتوں کے اندر تھی تو وہاں انقلاب کا آنا ضروری ہو جاتا ہے ۔

بقیہ امراۃ الاسلام

(ملا سے آگے)

آپ کے ساتھ نماز پڑھی تھی۔ آپ اتنی دیر تک رکوع میں رہے کہ مجھے ڈر ہوا کہ کہیں میری نکسیر نہ نکلے۔ اس لئے میں دیر تک ناک پکڑے رہی۔ آپ اس جملہ کو سن کر مسکرا اُٹھے

حضرت سودہ رضؓ دجال سے بہت ڈرا کرتی تھیں۔ ایک مرتبہ حضرت حفصہ رضؓ اور حضرت عائشہ رضؓ نے ان سے مذاق کیا اور کہا کہ دجال نے خروج کیا ہے یہ سن کر گھبرا گئیں اور ایک قریبی خیمے میں داخل ہوگئیں۔ حضرت حفصہ رضؓ اور عائشہ رضؓ ہنستی ہوئیں حضور کے پاس حاضر ہوئیں اور سارا واقعہ بیان کیا۔ حضور تشریف لائے اور خیمہ کے باہر سے کہا کہ ابھی دجال نہیں نکلا ہے یہ سن کر حضرت سودہ رضؓ باہر آگئیں۔ مکڑی کا جالا کپڑوں پر لگ گیا تھا۔ جس کو باہر آکر صاف کیا۔ (ایک خیال کے مطابق یہ روایت ضعیف ہے)

وفات :-

ایک دفعہ تمام ازواج حضورؐ کی خدمت اطہر میں حاضر تھیں۔ انہوں نے حضورؐ سے دریافت کیا (یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) ہم میں سے پہلے کون مرے گا ؟ حضورؐ نے جواب دیا۔ جس کا ہاتھ سب سے لمبا ہے۔ حضورؐ کے اس فرمان کے ظاہری معنے سمجھے گئے۔ چنانچہ جب ہاتھ ناپے گئے تو حضرت سودہ رضؓ کا ہاتھ سب سے لمبا نکلا۔ جب حضورؐ کے وصال کے بعد سب سے پہلے انتقال حضرت زینب رضؓ کا ہوا تو معلوم ہوا کہ ہاتھ کی بڑائی سے آپ کا مقصد کشادہ دستی، فیاضی اور سخاوت تھی۔ جس میں وہ خواتین دوسری ازواج سے پیش پیش تھیں۔ خیر حضرت سودہ کا سن وفات سنہ ۲۲ھ ہے یعنی حضرت سیدنا فاروق اعظم رضؓ کی وفات سے ایک سال قبل حضرت فاروق اعظم سنہ ۲۳ھ میں فوت ہوئے تھے۔

تصحیح :- شمارہ ۴۵ مورخہ ۱۳ اپریل صفحہ ۱۲ کالم ۳ میں "سلام" کی سرخی کی چھٹی سطر کی آیت کی یوں تصحیح کرلیں :- وَ اِذَا حُیِّیْتُمْ بِتَحِیَّۃٍ فَحَیُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْھَا اَوْ رُدُّوْھَا ـ

(ادارہ)

فرزانگی مآب دیوانے

از حضرت مولانا عبدالحمید صاحب سوزش

غلامانِ محمدؐ کوئی دیوانے نہیں ہوتے
مریں دنیائے دوں پر ایسے فرزانے نہیں ہوتے!

صحابہؓ نے وہ دکھلائے ہیں جوہر جاں فروشی کے
مساوی جن کے دُنیا بھر کے افسانے نہیں ہوتے

نوازشہا ظلِ رحمتِ حق سے خوش و خرم
کبھی ابنِ اُبَی جیسوں کے کاشانے نہیں ہوتے

ابوبکرؓ و عمرؓ کے کارنامے کون دہراتا
بجز تلخئ تیشہ شیریں افسانے نہیں ہوتے

نہ یادیں عہدِ ماضی کی نہ مستقبل کی امیدیں
دلِ عشقِ نبیؐ میں ایسے بت خانے نہیں ہوتے

کمی بیشی سے کیا مطلب نظر اِک چاہئے اُنکی
نگاہِ عاشقِ صادق میں پیمانے نہیں ہوتے

کٹاتے ہیں جو سر اپنا نبیؐ کے اک اشارہ پر
حضورِ حق میں بڑھ کر ان سے فرزانے نہیں ہوتے

عیاں کیا ہو نہیں سکتا بیاں کیا ہو نہیں سکتا
نہاں تاریک دل میں روشن افسانے نہیں ہوتے

اذیتہائے عالم بھر کو وہ لبیک کہتے ہیں
جھجکتے ہیں جو جل مرنے سے پروانے نہیں ہوتے

نہیں ویرانئ دل باعثِ حیرت سوزش ایسی
نہ جب تک وہ بسیں آباد ویرانے نہیں ہوتے

کہاں ہے منزل اپنی؟

(دستور مجوزہ سے معذرت کے ساتھ)

(از جناب خاموش مبلغ صاحب ملتان)

کاروبار شہریاری کی حقیقت اور ہے!
یہ وجود میر و سلطاں پر نہیں ہے منحصر

دنیا آج بدقسمتی کے اس نازک ترین دور میں داخل ہو چکی ہے کہ جس میں ہر طرف گرانی، قحط سالی اور بیروزگاری کے عذاب میں گرفتار قوم کی ہائے ہائے کی پکار بلند ہو رہی ہے۔ کہیں رشوت و خیانت کے ظالمانہ چندے کہیں فحاشی و بدمعاشی کے اخلاق سوز پھندے کہیں ماپ تول میں کمی اور بددیانتی کے مجرمانہ ہتھکنڈے کہیں کنبہ پروری اور اقربا نوازی کے پرچے ہیں ناانصافی کے خونیں دھندے۔ اور خانہ ساز نمک بردوں کے خلاف اسلام پروپاگنڈے۔ یوں محسوس ہوتا ہے کہ دنیا سچ مچ ایک وحشت کدہ بنتی چلی جارہی ہے اور یہ ذہنی غلاموں کی دنیا تو یقیناً

جنت کے آزاد شعلوں کے بدلے
غلامی کی جنت کو قربان کر دے

کا مصداق بن کر رہ گئی ہے۔

موجودہ غذائی بحران۔ بدعنوانیوں کا سیلاب بداخلاقیوں کا ذہنی و فکری انقلاب۔ جو دہریت اور مغربیت کے شاطرانہ نظام حیات کی عملی سرگرمیوں کے ساتھ گزشتہ ایک صدی سے ہم پر ایک مستقل عذاب کی صورت میں مسلط ہو کر رہ گیا ہے۔ صرف ہماری خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے بغاوت اور دینی بے ضابطگیوں کا نتیجہ ہے۔

رسول اللہ سے محبت کا دعویٰ ـــــ اور پھر ـــــ مستقل نافرمانی۔
یہ محبت نہیں انکار ہے!

حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب قوم میں (خدا و خلق کے مال سے) خیانت ظاہر ہو تو اللہ تعالیٰ اس قوم کے دلوں میں بزدلی پیدا کر دیتا ہے۔ اور جس قوم میں زنا رواج پا جائے تو اس قوم کی نسل ختم ہونے لگ جاتی ہے (شرح اموات بڑھ جاتی ہے یا بچہ ضائع ہو جاتا ہے) اور جب کوئی قوم ماپ تول میں کمی کرنے لگ جاتی ہے تو اس سے خوشحالی چھینی جاتی ہے۔ اور جو قوم بھی ناحق فیصلے کرنے لگ جاتی ہے تو اس میں کشت و خون در راہ پا جاتا ہے۔ اور جب کوئی قوم بدعہد ہو جاتی ہے تو اس پر دشمن مسلط کر دیا جاتا ہے۔ (روایۃ مالک)

تو نے کیا دیکھا نہیں مغرب کا جمہوری نظام
چہرہ روشن، اندرون چنگیز سے تاریک تر

اقوام عالم کی تبدیلیاں ان کے اعمال اور نتائج پرکھنے کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات ہمارے لئے بہترین کسوٹی ہیں۔ پڑھئے! سمجھئے اور راہ نجات تلاش کیجئے۔

حضرت ثوبان رض سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عنقریب قومیں تمہیں ختم کرنے کے لئے اس طرح ایک دوسرے کو بلائیں گی جس طرح بھوکے مفت کے طعام کے لئے ایک دوسرے کو بلاتے ہیں۔ لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہ کیا اس وقت ہم تعداد میں تھوڑے ہوں گے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ نہیں بلکہ تم تعداد میں تو بہت زیادہ ہو گے۔ لیکن سیلاب کے جھاگ کی طرح تمہارا کچھ وزن نہیں ہوگا۔ اللہ تعالیٰ تمہارے دشمنوں کے سینوں سے تمہارا رعب اٹھا دیگا۔ اور تمہارے دلوں میں وہن پیدا ہو جائے گا۔ لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہ وہن کیا ہے تو حضور نے فرمایا "دنیا کی محبت اور موت سے کراہیت"۔

خبر نہیں کیا ہے نام اس کا خدا فریبی کہ خود فریبی
عمل سے فارغ ہوا مسلماں بنا کے تقدیر کا بہانہ

امریکہ برطانیہ یا روس کی ظاہری چمک دمک سے دھوکہ میں نہ آئیے

دنیا جانتی ہے ہر چمکنے والی چیز سونا نہیں ہوتی ـــــ اخبارات عالم اس بات کے شاہد ہیں کہ خدا سے بغاوت پر مبنی نظام ہائے باطلہ کے تمام فارمولے تجربات کی کسوٹی پر ناقص اتر رہے ہیں اور مدتوں کے بعد ان کے ہلاکت خیز نتائج زبان حال سے کلام پاک کی صداقت کی نشاندہی کر رہے ہیں۔ کاش کہ مسلمان کلام پاک کے اشارات پر غور و فکر کی کوشش کرتے۔ خداوند کریم نے صاف الفاظ میں ارشاد فرمایا ہے۔

تجھ کو شہروں میں کافروں کی چہل پہل دھوکہ میں نہ ڈال دے یہ تھوڑا سا فائدہ ہے۔ پھر ان کا ٹھکانا دوزخ ہے جو بہت برا ٹھکانہ ہے۔ اور جو لوگ اپنے رب سے ڈرتے رہے تو ان کے لئے باغ ہیں جن میں نہریں بہتی ہیں یہ ان میں ہمیشہ رہیں گے۔ یہ اللہ کے ہاں مہمانی ہے اور جو اللہ کے ہاں ہے وہ نیک بندوں کے لئے بدرجہا بہتر ہے۔" (سورۃ آل عمران آیت ۱۹۶-۱۹۷)

سینۂ افلاک سے اٹھتی ہے آہ سوزناک
مرد حق ہوتا ہے جب مرعوب سلطان و امیر

جھوٹ فریب کاری دغابازی اور ناجائز و حرام طریق پر زیادہ سے زیادہ دولت جمع کرنے اور اس دنیا کے عارضی سود اور نظر فریب عیش و آرام پر اپنی عاقبت برباد کرنے سے پیشتر سرکار دو عالم حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک اور ارشاد بھی سن لیجئے:-

محمد بن کعب قرظی رح کہتے ہیں کہ جس شخص نے حضرت علی رض سے سنا مجھے اس نے بیان کیا کہ ہم ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے کہ اچانک مصعب بن عمیر تشریف لائے اور ان پر چمڑے سے پیوند کی ہوئی چادر کے سوا کچھ نہ تھا۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا تو اس کی خوشحالی کے زمانہ کو یاد کر کے رو پڑے اور فرمایا کہ جب تم ایک پوشاک میں صبح کرو گے اور شام کو ایک دوسری پہنو گے اور جب قسم قسم کے کھانے یکے بعد دیگرے تمہارے دستر خوان پر چنے جائیں گے۔ اور جب تمہارے دروازوں پر پردے آویزاں کئے جائیں گے جیسا کہ بیت اللہ کے دروازوں پر آویزاں کئے جاتے ہیں۔ تو (اس وقت) تم اپنی نظر میں کیسے ہو گے۔

لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہ ہم اس وقت آج سے بہتر حالت میں ہوں گے۔ یکسو ہو کر عبادت کریں گے اور ہماری مشکلات حل ہو جائیں گی تو حضور ص نے فرمایا:-

نہیں ہرگز نہیں (تم آج اس حالت سے بہتر ہو)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کا مفہوم علامہ اقبال نے خوب ادا کیا ہے۔ فرماتے ہیں:

افراد کے ہاتھوں میں ہے اقوام کی تقدیر
ہر فرد ہے ملت کے مقدر کا ستارا
دین ہاتھ سے دے کر اگر آزاد ہو ملت
ہے ایسی تجارت میں مسلماں کا خسارا

خدام الدین اب ایک خالص تبلیغی پرچہ ہے
آپ بھی اس کی توسیع اشاعت میں حصہ لیکر ثواب دارین حاصل کریں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ یوم الجمعہ ۔ یکم رمضان المبارک ۱۳۷۵ھ مطابق ۱۳ اپریل ۱۹۵۶ء

قرآن مجید کی خصوصیات

(از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب خطیب جامع مسجد شیرانوالہ لاہور)

پہلی

قرآن مجید اللہ تعالےٰ کی طرف سے نازل شدہ ہے۔ آج سطح دنیا پر کوئی آسمانی کتاب موجود نہیں ہے جس میں یہ اعلان ہو۔ کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل شدہ ہے۔

شہادت

(هُوَ الَّذِیٓ اَنْزَلَ عَلَیْكَ الْكِتٰبَ مِنْهُ اٰیٰتٌ مُّحْكَمٰتٌ هُنَّ اُمُّ الْكِتٰبِ)

الآیۃ ۔ سورۃ آل عمران رکوع ۱ پارہ ۳

(ترجمہ۔ وہی ہے جس نے تم پر کتاب اتاری اس میں بعض آیتیں محکم ہیں (جن کے معنی واضح ہیں) وہ کتاب کی اصل ہیں)

دوسری

اللہ تعالےٰ نے قرآن مجید سے پہلے اور بھی کتابیں نازل فرمائی تھیں۔ مثلاً توراۃ ۔ انجیل، زبور وغیرہ مگر سوائے قرآن مجید کے اور کسی کتاب کی حفاظت کا ذمہ نہیں لیا تھا۔ اللہ تعالےٰ کی حفاظت کی ذمہ داری کے باعث ہی قرآن مجید آجتک محفوظ ہے اور قیامت تک محفوظ رہے گا۔

شہادت

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ

(سورۃ الحجر رکوع ۱ پارہ ۱۴)

(ترجمہ۔ ہم نے یہ نصیحت اتاری ہے۔ اور بے شک ہم اس کے نگہبان ہیں)

تیسری

ہر پیغمبر اپنی قوم کی اصلاح کے لئے مبعوث ہوتا تھا اس لئے اس وقت کی آسمانی کتاب میں بھی اسی قوم کی عادات و اطوار ۔ رسم و رواج کو پیش نظر رکھا جاتا تھا۔ تاکہ ان کی اصلاح ہو جائے مگر قرآن مجید تمام اقوام عالم کے لئے ہے ۔ اس لئے اس میں تمام اقوام عالم کے عقائد اعمال۔ عادات و اطوار کو مد نظر رکھ کر احکام دئے گئے ہیں۔

شہادت

(وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِیْرًا وَّنَذِیْرًا وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ)

(سورۃ السبا رکوع ۳ پ ۲۲)

(ترجمہ:۔ اور ہم نے آپ کو جو بھیجا ہے تو صرف سب لوگوں کو خوشی اور ڈر سنانے کے لئے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے)

چوتھی

قرآن مجید کے قوانین اٹل اور ناقابل ترمیم و تنسیخ ہیں۔

شہادت

(وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَّعَدْلًا)

سورۃ الانعام رکوع ۱۴ پارہ ۸

(ترجمہ:۔ اور تیرے رب کی باتیں سچائی اور انصاف کی انتہائی حد تک پہنچی ہوئی ہیں)

نتیجہ

اسی اعلان خداوندی کا یہ نتیجہ ہے۔ کہ آج تک قرآن مجید کے کسی فیصلہ پر ترمیم کی ضرورت پیش نہیں آئی بمقابلہ اس کے کئی مرتبہ یہ نظارہ دیکھا گیا ہے کہ بڑے بڑے عقلاء بڑی سوچ و بچار کے بعد ایک قانون بناتے ہیں کچھ عرصہ کے بعد اس کے نقائص مجبور کرتے ہیں کہ اس میں ترمیم کی جائے۔ مثلاً ہندوؤں کا نکاح بیوہ میں ترمیم کرنا۔ اور یورپ کا ۱۹۱۴ء کی جنگ میں شراب کو ممنوع قرار دینا۔ اور ہٹلر (جرمنی) کا ڈکٹیٹر کا حکم کہ عورتوں کو دفتروں سے ہٹا کر گھروں میں واپس کرنا وغیرہ)

پانچویں

آج سطح دنیا پر خدا کی جانب سے کوئی کتاب سوائے قرآن مجید کے حلال اور حرام میں تمیز کرنے والی نہیں ہے۔

شہادت

(اَلَّذِیْنَ یَاْكُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا یَقُوْمُوْنَ اِلَّا كَمَا یَقُوْمُ الَّذِیْ یَتَخَبَّطُهُ الشَّیْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْٓا اِنَّمَا الْبَیْعُ مِثْلُ الرِّبٰوا وَاَحَلَّ اللّٰهُ الْبَیْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا) الآیۃ

(سورۃ البقرۃ رکوع ۳۸ پ ۳)

(ترجمہ:۔ جو لوگ سود کھاتے ہیں قیامت کے دن وہ نہیں اٹھیں گے مگر جس طرح کہ وہ شخص اٹھتا ہے جس کے حواس جن نے لپٹ کر کھو دیتے ہیں۔ یہ حالت ان کی اس لئے ہوگی کہ انہوں نے کہا تھا کہ سوداگری بھی تو ایسی ہی ہے جیسے سود لینا حالانکہ اللہ نے سوداگری کو حلال کیا ہے اور سود کو حرام کیا ہے۔

چھٹی

آج سطح دنیا پر سوائے قرآن مجید کے کوئی اور آسمانی کتاب جسمانی عبادت کا نظام الاوقات (پروگرام) بتلانے والی موجود نہیں ہے۔

شہادت

(وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَیِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّیْلِ اِنَّ الْحَسَنٰتِ یُذْهِبْنَ السَّیِّاٰتِ ذٰلِكَ ذِكْرٰى لِلذّٰكِرِیْنَ)

(سورہ ہود رکوع ۱۰ پارہ ۱۲)

(ترجمہ:۔ اور دن کے دونوں طرف اور کچھ حصہ رات کا نماز قائم کر۔ بے شک نیکیاں برائیوں کو دور کرتی ہیں ۔ یہ نصیحت حاصل کرنے والوں کے لئے نصیحت ہے)

ساتویں

آج سطح دنیا پر سوائے قرآن مجید کے اور کوئی آسمانی کتاب مالی عبادت کا نظام الاوقات بتلانے والی نہیں ہے

شہادت

خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّیْهِمْ بِهَا وَصَلِّ عَلَیْهِمْ) الآیۃ سورۃ التوبہ رکوع ۱۳ پ ۱۱

(ترجمہ:۔ ان کے مالوں میں سے زکوٰۃ لے کہ اس سے ان کے ظاہر کو پاک اور ان کے باطن کو صاف کر دے ۔ اور انہیں دعا دے

آٹھویں

آج سطح دنیا پر سوائے قرآن مجید کے کوئی آسمانی کتاب خدا تعالےٰ کے تجویز کردہ قانونِ اخلاق پر روشنی ڈالنے والی نہیں ہے۔

شہادت

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا یَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰٓى اَنْ یَّكُوْنُوْا خَیْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ عَسٰٓى اَنْ یَّكُنَّ خَیْرًا مِّنْهُنَّ وَلَا تَلْمِزُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِیْمَانِ وَمَنْ لَّمْ یَتُبْ فَاُولٰٓىِٕكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝ یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِیْرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ وَّلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا یَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا اَیُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ یَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِیْهِ مَیْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِیْمٌ ۝ سورہ الحجرات رکوع ۲ پ ۲۶

(ترجمہ:۔ اے ایمان والو! ایک قوم دوسری قوم سے ٹھٹھا نہ کرے عجب نہیں کہ وہ ان سے بہتر ہوں اور نہ عورتیں دوسری عورتوں سے ٹھٹھا کریں کچھ بعید نہیں کہ وہ ان سے بہتر ہوں۔ اور ایک دوسرے

کو طعنے نہ دو۔ اور نہ ایک دوسرے کے نام دھرو۔ فسق کے نام لینے ایمان لانے کے بعد بہت برے ہیں۔ اور جو باز نہ آئیں۔ سو وہ ظالم ہیں۔ اے ایمان والو بہت سی بدگمانیوں سے بچتے رہو کیونکہ بعض گمان تو گناہ ہیں۔ اور ٹٹول بھی نہ کیا کرو۔ اور نہ کوئی کسی کی غیبت کیا کرے کیا تم میں سے کوئی پسند کرتا ہے کہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے سو اس کو تو تم ناپسند کرتے ہو۔ اور اللہ سے ڈرو بے شک اللہ بڑا توبہ قبول کرنے والا نہایت رحم والا ہے۔

نویں

آج سطح دنیا پر سوائے قرآن مجید کے کوئی آسمانی کتاب اللہ تعالیٰ کے تجویز کردہ قانون معاشرت پر روشنی ڈالنے والی نہیں ہے۔

شہادت

ا۔ یٰاَیُّھَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰکُمْ مِّنْ ذَکَرٍ وَّ اُنْثٰی وَجَعَلْنٰکُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ اِنَّ اللّٰہَ عَلِیْمٌ خَبِیْرٌ (سورہ الحجرات ع۲ پ۲۶)

(ترجمہ:۔ اے لوگو ہم نے تمہیں ایک ہی مرد اور عورت سے پیدا کیا ہے اور تمہارے خاندان اور قومیں جو بنائی ہیں تاکہ تمہیں آپس میں پہچان ہو بے شک زیادہ عزت والا تم میں سے اللہ کے نزدیک وہ ہے جو تم میں سے زیادہ پرہیزگار ہے بے شک اللہ سب کچھ جاننے والا خبردار ہے)

ب۔ یٰاَیُّھَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّکُمُ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَۃٍ وَّخَلَقَ مِنْھَا زَوْجَھَا وَبَثَّ مِنْھُمَا رِجَالًا کَثِیْرًا وَّنِسَآءً وَاتَّقُوا اللّٰہَ الَّذِیْ تَسَآءَلُوْنَ بِہٖ وَالْاَرْحَامَ اِنَّ اللّٰہَ کَانَ عَلَیْکُمْ رَقِیْبًا ۝ (سورۃ النساء رکوع ع۱ پ ۴)

(ترجمہ:۔ اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور اسی جان سے اس کا جوڑا بنایا اور ان دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں پھیلائیں۔ اس اللہ سے ڈرو جس کا واسطہ دے کر تم ایک دوسرے سے اپنا حق مانگتے ہو۔ اور رشتہ داری کے تعلقات کو بگاڑنے سے بچو۔ بیشک اللہ تم پر نگرانی کر رہا ہے)

دسویں

آج سطح دنیا پر سوائے قرآن مجید کے کوئی آسمانی کتاب خدا تعالیٰ کے تجویز کردہ قانون اقتصادیات پر روشنی ڈالنے والی نہیں ہے۔

شہادت

(وَلَا تَجْعَلْ یَدَکَ مَغْلُوْلَۃً اِلٰی عُنُقِکَ وَلَا تَبْسُطْھَا کُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُوْمًا مَّحْسُوْرًا ۝)

(سورہ بنی اسرائیل رکوع ع۳ پ ۱۵)

(ترجمہ:۔ اور اپنا ہاتھ اپنی گردن کے ساتھ بندھا ہوا نہ رکھ۔ اور نہ اسے کھول دے۔ بالکل ہی کھول دینا پھر تو پشیمان تہی دست ہو کر بیٹھ رہے گا۔

(ب) (وَالَّذِیْنَ اِذَآ اَنْفَقُوْا لَمْ یُسْرِفُوْا وَلَمْ یَقْتُرُوْا وَکَانَ بَیْنَ ذٰلِکَ قَوَامًا ۝

(سورہ الفرقان رکوع ۶ پ ۱۹)

(ترجمہ:۔ اللہ کے بندے وہ ہیں) جب خرچ کرتے ہیں۔ تو فضول خرچی نہیں کرتے۔ اور نہ تنگی کرتے ہیں۔ اور ان کا خرچ دونوں کے درمیان اعتدال پر ہوتا ہے)

گیارہویں

آج سطح دنیا پر سوائے قرآن مجید کے کوئی آسمانی کتاب اللہ تعالیٰ کے تجویز کردہ قانون جنگ پر روشنی ڈالنے والی نہیں ہے۔

شہادت

وَقَاتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ الَّذِیْنَ یُقَاتِلُوْنَکُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ ۝ الایۃ

(سورۃ البقرۃ رکوع ع۲۴ پ ع۲)

(ترجمہ:۔ اور اللہ کی راہ میں ان سے لڑو جو تم سے لڑیں اور زیادتی نہ کرو۔ بے شک اللہ تعالیٰ زیادتی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا)

بارہویں

آج سطح دنیا پر سوائے قرآن مجید کے کوئی اور آسمانی کتاب خدا تعالیٰ کے تجویز کردہ ایسے قانون پر روشنی ڈالنے والی نہیں کہ مفتوح قوم کے ساتھ کیا سلوک کرنا چاہئے۔ اگر وہ غیر مسلم رہنا چاہیں تو ان کے ساتھ کس طرح کا سلوک کرنا چاہئے اور اگر مسلمان ہو جائیں تو ان کے ساتھ کس قسم کا سلوک ہونا چاہئے۔

شہادت

اگر دشمن ہار کر صلح کے لئے آمادہ ہو جائے تو مسلمانوں کو اس سے صلح کر لینی چاہئے۔

(وَاِنْ جَنَحُوْا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَھَا وَتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰہِ اِنَّہٗ ھُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ (سورہ انفعال رکوع ۸ پ ۱۰)

(ترجمہ:۔ اور اگر وہ صلح کے لئے مائل ہوں تو تم بھی مائل ہو جاؤ۔ اور اللہ پر بھروسہ کرو۔ بے شک وہی سننے والا جاننے والا ہے۔

(ب) مفتوح قوم کو جبراً مسلمان نہیں کیا جائے گا۔

(لَآ اِکْرَاہَ فِی الدِّیْنِ قَدْ تَّبَیَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَیِّ) الایۃ۔ سورۃ البقرہ رکوع ع۲ پ ع۳)

(ترجمہ:۔ دین کے معاملہ میں زبردستی نہیں ہے بے شک ہدایت یقیناً گمراہی سے ممتاز ہو چکی ہے۔

(ج) حکومت اسلامیہ کی طرف سے ان کی جان اور مال اور عزت کی حفاظت کے صلہ میں ایک ٹیکس ان سے وصول کیا جائے گا۔ جسے اسلامی اصطلاح میں جزیہ کہا جائے گا۔

قَاتِلُوا الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ وَلَا بِالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَلَا یُحَرِّمُوْنَ مَا حَرَّمَ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ وَلَا یَدِیْنُوْنَ دِیْنَ الْحَقِّ مِنَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ حَتّٰی یُعْطُوا الْجِزْیَۃَ عَنْ یَّدٍ وَّھُمْ صٰغِرُوْنَ (سورۃ التوبہ رکوع ۴ پ ۱۰)

(ترجمہ:۔ ان لوگوں سے لڑو جو اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان نہیں لاتے اور نہ اسے حرام جانتے ہیں جسے اللہ اور اس کے رسول نے حرام کیا ہے اور سچا دین قبول نہیں کرتے۔ ان لوگوں میں سے جو اہل کتاب ہیں یہاں تک کہ وہ ذلیل ہو کر اپنے ہاتھ سے جزیہ دیں۔

تیرھویں

آج سطح دنیا پر سوائے قرآن مجید کے کوئی اور آسمانی کتاب موجود نہیں ہے جو یہ بتلائے کہ جو عورتیں کافروں کے ملک سے خود بھاگ کر دارالاسلام میں آجائیں ان کے ساتھ کیا سلوک کیا جائے۔

شہادت

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا جَآءَکُمُ الْمُؤْمِنٰتُ مُھٰجِرٰتٍ فَامْتَحِنُوْھُنَّ اَللّٰہُ اَعْلَمُ بِاِیْمَانِھِنَّ فَاِنْ عَلِمْتُمُوْھُنَّ مُؤْمِنٰتٍ فَلَا تَرْجِعُوْھُنَّ اِلَی الْکُفَّارِ لَا ھُنَّ حِلٌّ لَّھُمْ وَلَا ھُمْ یَحِلُّوْنَ لَھُنَّ وَاٰتُوْھُمْ مَّآ اَنْفَقُوْا وَلَا جُنَاحَ عَلَیْکُمْ اَنْ تَنْکِحُوْھُنَّ اِذَآ اٰتَیْتُمُوْھُنَّ اُجُوْرَھُنَّ وَلَا تُمْسِکُوْا بِعِصَمِ الْکَوَافِرِ وَاسْئَلُوْا مَآ اَنْفَقْتُمْ وَلْیَسْئَلُوْا مَآ اَنْفَقُوْا ذٰلِکُمْ حُکْمُ اللّٰہِ یَحْکُمُ بَیْنَکُمْ وَاللّٰہُ عَلِیْمٌ حَکِیْمٌ (سورہ الممتحنہ پارہ ۲۸ ع۲)

ترجمہ:۔ اے ایمان والو جب تمہارے پاس مومن عورتیں ہجرت کر کے آئیں تو اُن کی جانچ کر لو۔ اللہ ہی ان کے ایمان کو خوب جانتا ہے پس اگر تم انہیں مومن معلوم کر لو۔ تو انہیں کفار کی طرف نہ لوٹاؤ۔ نہ وہ عورتیں ان کے لئے حلال ہیں اور نہ وہ (کافر) ان کے لئے حلال ہیں۔ اور ان کفار کو دے دو۔ جو انہوں نے خرچ کیا۔ اور تم پر گناہ نہیں کہ تم ان سے نکاح کر لو جب تم انہیں ان کے مہر دے دو اور کافر عورتوں کے ناموس

(باقی صفحہ ۱۲ پر)

قرآن میں رمضان

از جناب فضل الرحمن صاحب قاصی ٹبل (ہزارہ)

رمضان آجاتا ہے اور نکل بھی جاتا ہے لیکن بہت کم خوش نصیب ایسے ہوتے ہیں جو وقت کو غنیمت اور دولت کو اللہ کی عنایت جان کر اس مہمان مہینہ کا حق ادا کرتے ہیں۔ ورنہ اکثر تو ایسے ہیں جو اسے سال کا ایک مشہور و معروف مہینہ ہی شمار کرکے گذار دیتے ہیں یا گنتی کے ان ایام میں طلوعِ فجر سے غروب تک کھانا پینا ہی ترک کرکے یہ تصور کر بیٹھتے ہیں کہ کوئی بڑا اتیرہ ریا یا کوئی اہم مہم سر کر لی۔ حالانکہ رمضان میں روزہ کی فرضیت صرف ہم مسلمانوں پر ہی عائد نہیں بلکہ ہم سے پہلے یہود و نصاریٰ بھی رمضان ہی کے روزوں کے پابند تھے ...... لیکن اگر صرف یہی مان لیا جائے کہ رمضان محض روزہ ہی کی نسبت سے قابلِ احترام ہے تو ہمارا یہ نظریہ صرف رمضان کی حقیقی تعریف اور خصوصیت ہی کو چھپا نہیں دے گا بلکہ اس نظریہ کی تائید میں اٹھایا ہوا ہر قدم ایک ادھورا قدم ہوگا۔ کیوں؟ اس لئے کہ اس قسم کی بے جا خوش عقیدگی ہی پر اگر ہم نے اپنے فکر و فہم کی تمام قوتیں صرف کر دیں تو یہ ہماری کوتہ بینی اور کم نظری کا ایک بین ثبوت ہوگا۔

اسلام کی نظر میں رمضان کے نرے روزے ہی کا گرمجوشی کے ساتھ استقبال کرنا رمضان کا احترام نہیں بلکہ ایک طرح کی توہین و حق ناشناسی ہے۔ بفرضِ محال اگر محض روزہ ہی کی بنا پر رمضان کی دوسرے مہینوں پر برتری و فوقیت تسلیم کر بھی لی جائے تو اس مناسبت سے بھی کوئی ایسی خصوصیت نمایاں نہیں ہو سکتی جس کی بنا پر اسے دوسرے مہینوں پر کما حقہٗ فضیلت حاصل ہو سکے۔ اس لئے کہ ا۔

اسلام میں جو مقام روزہ کو حاصل ہے وہی مقام اسلام کے دوسرے ارکان مثلاً کلمہ طیبہ۔ نماز۔ زکوٰۃ اور حج کو بھی حاصل ہے۔ اور ظاہر ہے کہ "حج" کی نسبت سے ماہ ذوالحجہ اور زکوٰۃ کی نسبت سے عرفاً رجب کا مہینہ بھی از روئے فضیلت و کمالیت رمضان سے کسی قدر پیچھے نہیں .... اگر تعظیم و احترام کے یہی وقتی مظاہرے ہی نتیجہ خیز اور کافی ہو سکتا ہو تو پھر کوئی وجہ نہیں کہ نماز کے تعلق سے ہر دن اور کلمہ طیبہ کے واسطے سے ہر گھڑی لائق تعظیم و تکریم نہ ہو ......

جہاں تک خوشی کا تعلق ہے یہ کہنا پڑتا ہے کہ دین اسلام چند خشک رسومات یا غیر شعوری عبادات کا مجموعہ نہیں بلکہ اس کی وسعتوں میں جہاں با مطلب فرائض و احکام کا اہتمام ہے وہاں دوسرے منفعت بخش علوم و فنون اور قابلِ قبول آئین و قوانین کا بھی خاص طور پر التزام ہے۔ اور یہی عالمگیر پھیلاؤ ہے جس کے اندر رہ کر انسانی آبادی بلا امتیاز رنگ و نسل تمام پریشان کن بکھیڑوں سے بے نیاز ہو سکتی ہے۔ اسلام ان اوصاف سے موصوف جس تعلیم کا درس دیتا ہے وہ ایک مرتب و محفوظ کتاب کی صورت میں مسلمان اور صرف مسلمان کے ہاتھ میں ہے۔

وہ کوئی عام کتاب نہیں بلکہ خاص الخواص کتاب "قرآن" ہے۔ "بَلْ هُوَ قُرْآنٌ مَّجِيدٌ فِي لَوْحٍ مَّحْفُوظٍ"

یہ محفوظ اور مضبوط کتاب کب اور کہاں نازل ہوئی ان ہر دو سوالات کا جواب قرآن ہی کی زبانِ حق بیان سے سنئے۔ ارشاد ہوتا ہے:-

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنَاتٍ مِّنَ الْهُدَىٰ وَالْفُرْقَانِ

(ترجمہ:- رمضان وہ مہینہ ہے جس میں روشن دلائل کے ساتھ حق و باطل میں فرق کرنے والا قرآن بنی نوعِ انسان کی ہدایت کے لئے اتارا گیا) اس نعمتِ عظمیٰ کا مقصدِ نزول ظاہر ہے یہی کہ انسان کی دنیوی اور اخروی فلاح و بہبود کے کامل و مکمل سامان لے کر نازل ہوا۔ لیکن رمضان میں اس کے نزول کی خدائی حکمت کیا تھی؟

یہ ایک حل طلب سوال ہے جس پر تشریحی بحث کے لئے ایک دفتر درکار ہے لیکن سرِ دست اختصاراً یہی عرض کرنا کافی ہے کہ صرف قرآن ہی رمضان میں نہیں اتارا گیا، بلکہ اس سے پہلے بھی آسمانی کتابیں مثلاً صحف ابراہیم۔ توراۃ اور انجیل بھی اسی مہینہ میں اتریں۔ اور غالباً اسی وجہ سے اترین کہ رمضان کو ذاتِ خداوندی نے فریضۂ صوم کے لئے مخصوص کر لیا تھا۔ لیکن یہ اختصاص عین اس طرح ہے جس طرح حج کے لئے ذوالحجہ اور ہمارے عرف میں زکوٰۃ کے لئے رجب۔ ورنہ حقیقت یہ ہے کہ قومیں ابتداء ہی سے اس بات کی عادی ہیں کہ جس دن ان کو کوئی بڑی نعمت ملتی ہے تو وہ آس دن کو اس حاصل شدہ نعمت پر اظہارِ مسرت و شادمانی کے لئے مخصوص کر لیتی ہیں۔

سال بسال اس موقع پر صرف خوشی ہی نہیں منائی جاتی بلکہ ایک حد تک اس نعمت کو برقرار رکھنے پر بھی سوچتی ہیں۔ قوموں کی اصطلاح میں اس تقریب کو "سالگرہ" یا "جشن" کے نام سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

دور نہ جائیے۔ پاکستان اور ہندوستان میں علی الترتیب چودہ اور پندرہ اگست کو جو جشن منایا جاتا ہے وہ اسی نعمت پر اظہارِ مسرت و شادمانی کا آئینہ دار ہوتا ہے۔ جو آزادی کے نام پر ہندوستانی اور پاکستانی اقوام کو ملی ہے۔ اور سب جانتے ہیں کہ اس موقع پر اکابرینِ قوم اور خصوصاً وزرائے اعظم قوم کے نام ایک پیغام نشر کرتے ہیں جس میں ایک طرف تو قوم کو آزادی کی قدر و قیمت سے آگاہ کیا جاتا ہے اور دوسری طرف قوم کو بقائے آزادی اور استحکام ملک کی ذمہ داریوں پر آمادہ بھی کیا جاتا ہے عین اسی طرح اگر قرآن ہماری نظر میں نعمتِ عظمیٰ ہے تو پھر رمضان کو قرآن کی سالگرہ یا جشنِ قرآن کا مہینہ شمار کرنا ہی مناسب ہے۔ اس جشن میں دنیا کے دستور کے موافق جہاں قرآن کی قدر و قیمت کا اندازہ لگانا ہے۔ وہاں اپنی ان ذمہ داریوں سے عہدہ برا ہونے کی صلاحیت بھی پیدا کرنی ہے۔ جو من حیث القوم ہم پر عائد ہوتی ہیں۔

تاریخ کا قریبی مطالعہ کرنے والوں پر مخفی نہیں کہ ہم سے پہلے کی بے شمار امتیں اور ملتیں صرف اسی جرم کی پاداش میں صفحۂ ہستی سے مٹ چکی ہیں کہ وہ خدا کی دی ہوئی نعمتوں کو بے قیمت و حقیقت سمجھ کر اپنی ذمہ داریوں سے غافل و بے پرواہ ہو گئی تھیں۔ نفس کی شرارتوں اور آرام پسندی کی عادتوں نے ان کو قدر ناشناسی اور خدا فراموشی کے ایسے جال میں پھنسایا کہ آخرکار وہ اس قدر ناکارہ و بیکار ہو کر رہ گئیں کہ آئندہ کے لئے خداوند کریم نے اپنی نعمت و رحمت کے تمام دروازے ان پر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے بند کر دیئے۔ اسی نفس اور اس کی خواہشات کو پالنے کے لئے (جس کے ظالم ہاتھ بہت سی قوموں کے خون سے رنگین ہیں) باری تعالے نے ہم پر بھی رمضان ہی کے روزے فرض فرمائے۔ تاکہ یہ آخری امت اس کی عطا کردہ نعمت، قرآن کا جشن مناتے وقت نفس کی شرارتوں سے محفوظ و مامون رہ کر اس مبارک موقعہ میں پوری توجہ اور یکسوئی کے ساتھ قرآن کی قدر و منزلت کو ذہن نشین کرنے کے ساتھ ساتھ ان تمام ذمہ داریوں کو بھی معلوم کر لے جو قرآن مبین اصرار کے ساتھ اس امت پر عائد کرتا ہے۔

روزہ میں یہی تربیت و ترتیب ملحوظ ہے کہ انسان اپنے خالق کے حکم کی تعمیل میں نفس کی ہر خواہش کے پہاڑ کو ریزہ ریزہ بنا کر رکھ دینے کا عادی بن جائے۔ یہی وہ مشق اور پریکٹس ہے جس کے نتیجہ میں ایک روزہ دار انسان اپنے تمام تعیش

تلذذ اور چاہت کو اپنے اس آقا کی چاہت پر قربان کر سکنے کے قابل بن سکتا ہے۔ یہ وہی قربانی ہے کہ جس کی برکت سے خدا کی رحمتوں اور نعمتوں کے تمام دروازے ایک انسان پر کھل جاتے ہیں ورنہ قرآن کی سالگرہ (رمضان کے موقعہ پر) چند گھنٹوں کے لئے خورد و نوش ترک کر دینا کوئی بڑی بات نہیں اس لئے کہ رسم و رواج کے طور پر (جشن کے موقع پر نہ سہی لیکن) دوسرے اوقات اور اقوام میں بھی تو آخر طولانی فاقے ہوتے رہتے ہیں۔ روزہ کے دوسرے فوائد و خصوصیات کچھ ہی ہوں لیکن حقیقت میں اس کا روشن ترین پہلو یہ ہے کہ یہ دین اسلام کے تمام تقاضوں کو پورا کرنے کی ایک تیاری ہے اس لئے خدا کے نزدیک نیت اور ارادے کی پاکی کے بغیر کسی اچھے سے اچھے عمل میں بھی قبولیت کا رنگ نہیں چڑھتا۔

رمضان میں تراویح کا التزام بھی جشن قرآن ہی کا تقاضا ہے۔ کیونکہ اس میں خدا کا پیغام عامۃ المسلمین کو سنانے اور یاد دلانے کا اہتمام رہتا ہے۔ اور یہ اس قدر ضروری ہے کہ جبرائیل امین ہر سال اس موقعہ پر رسول مقبول ؐ کو از اول تا آخر قرآن سنایا اور دہرایا کرتے تھے۔ حضور ؐ کا معاملہ تو الگ نوعیت کا تھا لیکن ہمارے لئے رمضان میں کم از کم ایک مرتبہ ختم قرآن اس لئے لازمی ہے کہ روزہ کے اثرات سے ہر قسم کے شیاطین بے دست و پا ہو جاتے ہیں۔ نفس کی خواہش مردہ و بے جان ہو جاتی ہیں۔ اور انسان کا دل و دماغ ہر قسم کی گندگیوں سے پاک ہو کر قرآن کی تعلیمات و ہدایات کو قبول کرنے کے قابل بن جاتا ہے۔ اس موزوں ترین طریقہ تعلیم سے گزشتہ گیارہ مہینوں کی غفلت شعاری سے قرآن کے بھولے بسرے مضامین پھر سے لوح دل اور تختی دماغ پر نقش ہو جاتے ہیں۔ اور ایسے نقش ہو جاتے ہیں کہ ذہن و فہم سے غیر قرآنی تمام نقوش بیک قلم محو ہو جاتے ہیں۔

رمضان میں قرآن کی سالگرہ کی اس تقریب میں جب دن کا روزہ اور رات کا عبادت گذار مسلسل تیس دن تربیت و تعلیم پا لیتا ہے۔ تو گویا وہ خدا تک دوری کی تمام منزلیں طے کرتے ہوئے اس کے قریب جا پہنچتا ہے اور اتنا نزدیک ہو جاتا ہے کہ ذات ایزدی اپنے اس ہدایت یافتہ و تربیت یافتہ بندہ کے لئے ایک رات ایسی بھی مخصوص کر لیتی ہے۔ جس میں کی گئی عبادت ہزار مہینوں (یعنی تراسی سال چار ماہ) کی عبادت پر بھی بھاری ہوتی ہے۔

اعتکاف! آخری عشرہ میں اعتکاف اسی مبارک رات سے مستفیض ہونے کی ایک کوشش ہے۔

بادی النظر میں تو رمضان کا روزہ بچت کی ایک عمدہ تجویز ہے۔ لیکن یاد رکھنے کی بات ہے کہ اگرچہ قرآن نے ہمیں کفایت شعاری اختیار کرنے اور فضول خرچی سے باز رہنے کی ہدایت کی۔ لیکن جشن قرآن میں اس جزوی تعلیم کی طرف کوئی اشارہ نہیں بلکہ اختتام رمضان پر آخری صبح سے پہلے پیدا ہونے والے بچہ تک سے صدقۂ فطرادا کرنا ایک کھلی شہادت ہے۔ کہ مسلمان رضائے الٰہی کے رستہ میں صرف جانی قربانی کی تیاری ہی نہیں کر چکا۔ بلکہ وقت آنے پر وہ مالی قربانی بھی پیش کرنے سے دریغ نہیں کرے گا۔

پس ثابت ہوا کہ

رمضان کی فضیلت قرآن کے نزول کی نسبت سے ہے۔ اور مسلمان کے لئے جب قرآن ہی نصاب تعلیم ہے تو اس کی تعلیم کے لئے مناسب اور موزوں موقع رمضان ہے۔ اور بہترین طریقۂ تعلیم "تراویح" ہے "اعتکاف اور فطرہ" بھی اس لڑی کی دوسری کڑیاں ہیں۔

آؤ!

اس مبارک مہینہ کے مبارک دن راتوں میں اس مبارک کتاب قرآن کو سمجھنے کی کوشش کریں۔ مبارک ہیں وہ جو اس مبارک مہینہ رمضان کو بے قدری اور بے دردی سے نہیں گزارتے بلکہ ایسا اثر لیتے ہیں کہ سال بھر کی دوسری مصروفیتوں سے اس رنگ پر کوئی غبار نہیں آنے دیتے ✽

بقیہ خطبہ

(صفحہ ۸ سے آگے)

کو قبضہ میں نہ رکھو۔ اور جو تم نے ان عورتوں پر خرچ کیا تھا۔ مانگ لو۔ اور جو انہوں نے خرچ کیا۔ وہ مانگ لیں۔ اللہ کا یہی حکم ہے۔ جو تمہارے لئے صادر فرمایا۔ اور اللہ سب کچھ جاننے والا حکمت والا ہے)

چودھویں

آج سطح دنیا پر سوائے قرآن مجید کے کوئی اور آسمانی کتاب موجود نہیں ہے۔ جو یہ بتلائے۔ کہ اگر میدان جنگ میں نماز کا وقت آجائے تو مسلمان نماز کس طرح ادا کریں

شہادت

وَإِذَا كُنتَ فِيهِمْ فَأَقَمْتَ لَهُمُ الصَّلَاةَ فَلْتَقُمْ طَائِفَةٌ مِّنْهُم مَّعَكَ وَلْيَأْخُذُوا أَسْلِحَتَهُمْ فَإِذَا سَجَدُوا فَلْيَكُونُوا مِن وَرَائِكُمْ وَلْتَأْتِ طَائِفَةٌ أُخْرَىٰ لَمْ يُصَلُّوا فَلْيُصَلُّوا مَعَكَ وَلْيَأْخُذُوا حِذْرَهُمْ وَأَسْلِحَتَهُمْ وَدَّ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْ تَغْفُلُونَ عَنْ أَسْلِحَتِكُمْ وَأَمْتِعَتِكُمْ فَيَمِيلُونَ عَلَيْكُم مَّيْلَةً وَاحِدَةً وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ إِن كَانَ بِكُمْ أَذًى مِّن مَّطَرٍ أَوْ كُنتُم مَّرْضَىٰ أَن تَضَعُوا أَسْلِحَتَكُمْ وَخُذُوا حِذْرَكُمْ إِنَّ اللَّهَ أَعَدَّ لِلْكَافِرِينَ عَذَابًا مُّهِينًا فَإِذَا قَضَيْتُمُ الصَّلَاةَ فَاذْكُرُوا اللَّهَ قِيَامًا وَقُعُودًا وَعَلَىٰ جُنُوبِكُمْ فَإِذَا اطْمَأْنَنتُمْ فَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ إِنَّ الصَّلَاةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ كِتَابًا مَّوْقُوتًا ۝ (سورۃ النساء رکوع ۱۵ پ)

ترجمہ:- اے نبی جب تو مسلمانوں میں موجود ہو اور انہیں نماز پڑھانے کے لئے کھڑا کرتی ہے ان میں سے ایک جماعت تیرے ساتھ کھڑی ہو اور اپنے ہتھیار لے لیں پھر جب یہ سجدہ کر لیں تو تیرے پیچھے سے ہٹ جائیں اور دوسری جماعت آوے جس نے نماز نہیں پڑھی وہ تیرے ساتھ نماز پڑھے اور وہ بھی اپنے بچاؤ اور ہتھیار ساتھ رکھیں کافر چاہتے ہیں کہ کسی طرح تم اپنے ہتھیاروں اور اسباب سے بے خبر ہو جاؤ۔ تاکہ تم پر ایک بارگی ٹوٹ پڑیں۔ اور اگر بارش کی وجہ سے تکلیف محسوس کرو یا بیمار ہو تو ہتھیار رکھ دینے میں کوئی مضائقہ نہیں (اور تب بھی) اپنا بچاؤ ساتھ رکھو بے شک اللہ نے کافروں کے لئے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے پھر جب نماز سے فارغ ہو جاؤ تو اللہ کو کھڑے اور بیٹھے اور لیٹے ہونے کی حالت میں یاد کرو۔ اور جب تمہیں اطمینان ہو جائے

برکاتِ رمضان

از جناب حاجی کمال الدین صاحب مدرس کاڈپوریشن لاہور

اس کے بعد حضورؐ نے اس مہینے کی کچھ خصوصیتیں اور آداب ارشاد فرمائے ہیں۔ اولاً یہ کہ یہ صبر کا مہینہ ہے یعنی اگر روزہ وغیرہ میں کچھ تکلیف ہو تو اُسے ذوق و شوق سے برداشت کرنا چاہئیے۔ یہ نہیں کہ مار دھاڑ ہائے ہُوا اور چیخ پکار جیسا کہ اکثر لوگوں کی گرمی کے رمضان میں عادت ہوتی ہے۔ اسی طرح اگر سحری نہ کھائی گئی تو صبح سے ہی روزے کا سوگ شروع ہو گیا۔ اسی طرح اگر رات کی تراویح میں دقت ہو تو اس کو بڑی بشاشت سے برداشت کرنا چاہئیے اس کو مصیبت اور آفت نہ سمجھیں کہ یہ بڑی سخت محرومی کی بات ہے۔ ہم لوگ دنیاوی اغراض کی بدولت کھانا پینا راحت و آرام سب چھوڑ دیتے ہیں۔ تو کیا رضائے الٰہی کے مقابلے میں ان چیزوں کی کوئی قیمت ہو سکتی ہے۔

پھر ارشاد ہے کہ یہ غمخواری کا مہینہ ہے یعنی غربا مساکین کے ساتھ مدارات کا برتاؤ کرنا۔ اگر دس چیزیں اپنی افطاری کے لئے تیار کی ہیں تو دو چار غربا کے لئے بھی کم از کم ہونی چاہئیں۔ غرض جس قدر بھی ہو سکے اپنے افطار و سحر کے کھانے میں غرباء کا حصّہ بھی ضرور لگانا چاہئیے۔ صحابہ کرامؓ امت کے لئے عملی نمونہ اور دین کے ہر جزو کو اس قدر واضح طور پر عمل فرما کر دکھا گئے۔ کہ اب ہر نیک کام کے لئے ان کی شاہراہ عمل کھلی ہوئی ہے۔ ایثار و غمخواری کے باب میں ان حضرات کا اتباع بھی دل گردے کا کام ہے۔ سینکڑوں ہزاروں واقعات ہیں۔ جن کو دیکھ کر بجز حیرت کے کچھ نہیں کہا جاتا۔

حدیث شریف میں ہے کہ جو شخص بھوکے کو روٹی کھلائے یا ننگے کو کپڑا پہنائے یا مسافر کو شب باشی کی جگہ دے۔ حق تعالیٰ شانہٗ قیامت کی ہولناکی سے اس کو پناہ دیتے ہیں۔ یحییٰ برمکی حضرت سفیان ثوریؒ پر ہر ماہ ایک ہزار درہم خرچ کرتے تھے۔ تو حضرت سفیان سجدے میں ان کے لئے دعا کرتے تھے کہ یا اللہ یحییٰ نے میری دُنیا کی کفایت کی تو اپنے لطف سے اس کی آخرت کی کفایت فرما۔ جب یحییٰ کا انتقال ہوا۔ تو لوگوں نے خواب میں اُن سے پوچھا کہ کیا گذری ؟ انہوں نے کہا کہ سفیانؒ کی دعا کی بدولت مغفرت ہوئی۔

اس کے بعد حضورؐ نے روزہ افطار کرانے کی فضیلت ارشاد فرمائی۔ ایک روایت میں آیا ہے کہ جو شخص حلال کمائی سے رمضان میں روزہ افطار کرائے اس پر رمضان کی راتوں میں فرشتے رحمت بھیجتے ہیں اور شب قدر میں جبرئیل السلام اس سے مصافحہ کرتے ہیں (اس کی علامت یہ ہے کہ) اس کے دل میں رقت پیدا ہوتی اور آنکھوں میں آنسو بہتے ہیں۔ حماد بن سلمہ ایک مشہور محدث ہیں۔ روزانہ پچاس آدمیوں کا روزہ افطار کرانے کا اہتمام کرتے تھے۔ افطاری کی فضیلت ارشاد فرمانے کے بعد فرمایا ہے کہ اس مہینے کا اوّل حصّہ رحمت ہے یعنی حق تعالیٰ شانہٗ کا انعام متوجہ ہوتا ہے۔ اور یہ رحمت عامّہ سب مسلمانوں کے لئے ہوتی ہے۔ اس کے بعد جو لوگ اس کا شکر ادا کرتے ہیں ان کے لئے رحمت میں اضافہ ہوتا ہے۔ اور اس کے درمیانی حصّے سے مغفرت شروع ہو جاتی ہے اس لئے کہ روزوں کا کچھ حصّہ گزر چکا ہے۔ اس کا معاوضہ اور اکرام مغفرت کے ساتھ شروع ہو جاتا ہے اور آخری حصّہ تو بالکل آگ سے خلاصی ہے ہی۔

رمضان کے تین حصّے کئے گئے ہیں جیسا کہ مضمون بالا سے معلوم ہوا۔ بندہ ناچیز کے خیال میں تین حصّے رحمت اور مغفرت اور آگ سے خلاصی کے درمیان میں فرق یہ ہے کہ آدمی تین طرح کے ہیں۔ ایک وہ لوگ جن پر گناہوں کا بوجھ نہیں۔ اُن کے لئے شروع ہی سے راحت اور انعام کی بارش ہو جاتی ہے۔ دوسرے وہ لوگ جو معمولی گنہگار ہیں اُن کے لئے کچھ روزے رکھنے کے بعد اُن روزوں کی برکت اور بدلہ میں مغفرت اور گناہوں کی معافی ہو جاتی ہے۔ تیسرے وہ جو زیادہ گنہگار ہیں۔ اُن کے لئے زیادہ روزے رکھنے کے بعد آگ سے خلاصی ہو جاتی ہے اور جن لوگوں کے لئے ابتدا ہی سے رحمت تھی اور اُن کے گناہ بخشے بخشائے تھے۔ ان کا تو پوچھنا ہی کیا کہ اُن کے لئے رحمتوں کے کس قدر انبار ہوں گے۔

اس کے بعد حضورؐ نے ایک اور چیز کی طرف رغبت دلائی ہے کہ آقا لوگ اپنے ملازموں پر اس مہینے میں تخفیف رکھیں۔ اس لئے کہ آخر وہ بھی روزہ دار ہیں۔ کام کی زیادتی سے ان کو روزہ میں دقت ہوگی۔ البتہ اگر کام زیادہ ہو، تو اس میں مضائقہ نہیں کہ رمضان کے لئے ہنگامی ملازم ایک آدھ بڑھا لے۔ مگر جب ہی کہ ملازم روزہ دار بھی ہو۔ ورنہ اس کے لئے رمضان بے رمضان برابر۔ اور اس ظلم و بے غیرتی کا ذکر ہی کیا۔ کہ خود روزہ خور ہو کر بے تہیا منہ سے روزہ دار ملازمین سے کام لے اور نماز روزہ کی وجہ سے اگر تعمیل میں کچھ تساہل ہو تو برسنے لگے۔ عنقریب ظالم لوگوں کو معلوم ہو جائے گا کہ وہ کیسی مصیبت کی جگہ لوٹ کر جائیں گے (مراد جہنم ہے)

اس کے بعد حضورؐ نے رمضان المبارک میں چار چیزوں کی کثرت کا حکم فرمایا ہے۔ اوّل کلمہ طیبہ۔ احادیث میں اس کو افضل الذکر ارشاد فرمایا ہے۔ مشکوٰۃ میں بروایت ابو سعید خدریؓ نقل کیا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ایک مرتبہ خدا کی بارگاہ میں عرض کیا کہ یا اللہ تو مجھے کوئی ایسی دُعا بتا دے کہ اس کے ساتھ میں تجھے یاد کیا کروں۔ اور دُعا کیا کروں۔ وہاں سے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ ارشاد ہوا حضرت موسیٰ نے عرض کیا کہ یہ کلمہ تو تیرے سارے ہی بندے کہتے ہیں۔ میں تو کوئی دُعا یا ذکر مخصوص چاہتا ہوں۔ وہاں سے ارشاد ہوا کہ موسیٰ اگر ساتوں آسمان اور اُن کے آباد کرنے والے میرے سوا یعنی ملائکہ اور ساتوں زمین ایک پلڑہ میں رکھ دئے جاویں اور دوسرے میں کلمہ طیبہ رکھ دیا جاوے تو یہ بھاری ہوگا۔

ایک حدیث میں وارد ہوا ہے کہ جو شخص اخلاص سے اس کلمے کو کہے آسمان کے دروازے اس کے لئے فوراً کھل جاتے ہیں اور عرش تک پہنچنے میں کسی قسم کی روک نہیں ہوتی۔ بشرطیکہ کہنے والا کبائر سے بچے عادت اللہ اسی طرح جاری ہے کہ ضرورت عامہ کی چیز کو کثرت سے مرحمت فرماتے ہیں۔ دُنیا میں بھی غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جو چیز جس قدر ضرورت کی ہوتی ہے اتنی ہی عام ہوتی ہے۔ مثلاً پانی ہے کہ عام ضرورت کی چیز ہے۔ حق تعالیٰ شانہٗ کی بے پایاں رحمت نے اس کو کس قدر عام کر رکھا ہے اور کیمیا جیسی لغو اور بے کار چیز کو عنقا کر دیا۔ اسی طرح کلمہ طیبہ افضل الذکر ہے۔ متعدد احادیث سے اس کے تمام اذکار پر فضیلت معلوم ہوتی ہے۔ اس لئے اس کو سب سے عام کر رکھا ہے کہ کوئی محروم نہ رہے۔ پھر بھی اگر کوئی محروم رہے۔ تو یہ اس کی بدبختی ہے۔

دوسری چیز جس کی کثرت کرنے کو حدیث بالا میں ارشاد فرمایا گیا ہے وہ استغفار ہے۔ احادیث میں استغفار کی بھی بہت ہی فضیلت وارد ہوئی ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ جو شخص استغفار کی کثرت رکھتا ہے حق تعالیٰ شانہٗ ہر تنگی میں اس کے لئے راستہ نکال دیتے ہیں اور ہر غم سے خلاصی نصیب فرماتے ہیں اور ایسی طرح روزی پہنچاتے ہیں کہ اس کو گمان بھی نہیں ہوتا۔ ایک حدیث شریف میں آیا ہے کہ آدمی گنہگار تو ہوتا ہی ہے۔ بہترین گنہگار وہ ہے جو توبہ کرتا رہے ایک حدیث میں ہے کہ جب آدمی گناہ کرتا ہے تو ایک کالا نقطہ اس کے دل پر لگ جاتا ہے۔ اگر توبہ کر لیتا ہے تو دھل جاتا ہے ورنہ باقی رہتا ہے۔ اس کے بعد حضورؐ نے دو چیزوں کے مانگنے کو ارشاد فرمایا۔ کہ جن کے بغیر چارہ ہی نہیں۔ جنت کا حصول اور دوزخ سے امن۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے مجھے اور سب مسلمانوں کو نصیب فرمائے۔ (آمین ثم آمین)

دوسری حدیث

ابوہریرہؓ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ میری امت کو رمضان

شریف کے بارے میں پانچ چیزیں مخصوص طور پر دی گئی ہیں جو پہلی امتوں کو نہیں ملی ہیں :-

(۱) ان کے منہ کی بدبو اللہ تبارک و تعالے کے نزدیک مشک سے زیادہ پسندیدہ ہے۔

(۲) ان کے لئے دریا کی مچھلیاں تک دعا کرتی ہیں۔ اور افطار کے وقت تک کرتی رہتی ہیں۔

(۳) جنت ہر روز ان کے لئے آراستہ کی جاتی ہے۔ پھر حق تعالے شانہٗ فرماتے ہیں کہ قریب ہے کہ میرے نیک بندے (دنیا کی مشقتیں) اپنے اوپر سے پھینک کر تیری طرف آویں۔

(۴) اس میں سرکش شیاطین قید کر دیے جاتے ہیں کہ وہ رمضان میں ان برائیوں کی طرف نہیں پہنچ سکتے۔ جن کی طرف غیر رمضان میں پہنچ سکتے ہیں۔

(۵) رمضان شریف کی آخری رات میں روزہ داروں کے لئے مغفرت کی جاتی ہے۔ صحابہؓ نے عرض کیا کہ یہ ہی شب مغفرت شب قدر ہے؟ فرمایا نہیں۔ بلکہ دستور یہ ہے کہ مزدور کو کام ختم ہونے کے وقت مزدوری دے دی جاتی ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث میں پانچ خصوصیتیں ارشاد فرمائی ہیں جو اس امت کے لئے حق تعالے شانہٗ کی طرف مخصوص ہیں۔ اور پہلی امتوں کے روزہ داروں کو نہیں دی گئیں۔ کاش ہمیں اس نعمت کی قدر ہوتی اور ان خصوصی عطایا کے حصول کی کوشش کرتے۔

اوّل یہ کہ روزہ دار کے منہ میں بدبو بھوک کی حالت میں پیدا ہو جاتی ہے۔ حق تعالے شانہٗ کے نزدیک یہ مشک سے بھی زیادہ پسندیدہ ہے۔ حق تعالے شانہٗ آخرت میں اس بدبو کا بدلہ اور ثواب خوشبو سے عطا فرمائیں گے جو مشک سے زیادہ عمدہ اور دماغ پسند ہوگی قیامت میں جب قبروں سے اٹھیں گے تو یہ علامت ہوگی کہ روزہ دار کے منہ سے ایک خوشبو جو مشک سے بھی زیادہ بہتر ہوگی وہ آئے گی۔ سبحان اللہ! دنیا ہی میں اللہ کے نزدیک اس بو کی قدر مشک کی خوشبو سے زیادہ پسندیدہ ہے اور یہ امر باب المحبت سے ہے۔ جس کو کسی کے ساتھ محبت اور تعلق ہوتا ہے اس کی بدبو بھی فریفتہ کے لئے ہزار خوشبوؤں سے بہتر ہوا کرتی ہے۔ دراصل مقصود روزے دار کا کمال تقرب ہے کہ بمنزلہ محبوب کے بن جاتا ہے۔ روزہ حق تعالے شانہٗ کی محبوب ترین عبادتوں میں سے ہے۔ اسی وجہ سے ارشاد ہے کہ ہر نیک عمل کا بدلہ ملائکہ دیتے ہیں۔ مگر روزہ کا بدلہ میں خود عطا کرتا ہوں۔ اس لئے کہ وہ خالص میرے لئے ہے۔

ایک حدیث میں ہے کہ ساری عبادتوں کا دروازہ روزہ ہے یعنی روزہ کی وجہ سے دل منور ہو جاتا ہے۔ جس کی وجہ سے ہر عبادت کی طرف رغبت پیدا ہو جاتی ہے۔ مگر جبھی کہ روزہ بھی روزہ ہو۔ صرف بھوکا رہنا مراد نہیں آداب کی رعایت ضروری ہے۔

اس جگہ ایک ضروری مسئلہ قابل ذکر یہ ہے کہ وہ منہ کی بدبو والی حدیثوں کی بناء پر بعض ائمہ روزہ دار کو شام کے وقت مسواک کرنے سے منع فرماتے ہیں حنفیہ کے نزدیک مسواک ہر وقت مستحب ہے۔ اس لئے کہ مسواک سے دانتوں کی بو زائل ہوتی ہے اور حدیث میں جس بو کا ذکر ہے وہ معدہ کے خالی ہونے کی ہے نہ کہ دانتوں کی۔

دوسری خصوصیت مچھلیوں کے استغفار کرنے کی ہے۔ اس سے مقصود کثرت سے دعا کرنے والوں کا بیان ہے۔ متعدد روایات میں یہ مضمون وارد ہوا ہے بعض روایات میں کہ ملائکہ اس کے لئے استغفار کرتے ہیں۔

حدیث پاک میں ارشاد ہے کہ جب حق تعالے شانہٗ کسی بندے سے محبت فرماتے ہیں۔ تو جبرئیل علیہ السلام سے ارشاد فرماتے ہیں۔ کہ مجھے فلاں شخص پسند ہے تم بھی اس سے محبت کرو۔ وہ خود محبت کرنے لگتے ہیں۔ اور آسمان پر آواز دیتے ہیں کہ فلاں بندہ اللہ کا پسندیدہ ہے تم سب اس سے محبت کرو۔ پس اس آسمان والے اس سے محبت کرتے ہیں۔ اور پھر اس کے لئے زمین پر قبولیت رکھ دی جاتی ہے اور عام قاعدے کی بات ہے کہ ہر شخص کی محبت اس کے پاس رہنے والوں کو ہوتی ہے۔ لیکن اس کی محبت اتنی عام ہوتی ہے کہ آس پاس رہنے والوں ہی کو نہیں بلکہ دریا کے رہنے والے جانوروں کو بھی اس سے محبت ہوتی ہے کہ وہ بھی دعا کرتے ہیں۔ اور گویا تر سے متجاوز ہو کر بحر تک پہنچنا محبوبیت کی انتہا ہے۔ نیز جنگل کے جانوروں کو دعا کرنا بطریق اولےٰ معلوم ہو گیا۔

تیسری خصوصیت جنت کا مزین ہونا ہے یہ بھی بہت سی روایات میں وارد ہوا ہے۔ بعض روایات میں آیا ہے کہ سال کے شروع ہی سے رمضان کے لئے جنت کی آرائش شروع کی جاتی ہے اور قاعدہ کی بات ہے کہ جس شخص کے آنے کا جس قدر اہتمام ہوتا ہے اتنا ہی پہلے اس کا انتظام کیا جاتا ہے جیسا کہ شادی کا انتظام مہینوں پہلے کیا جاتا ہے۔

چوتھی خصوصیت سرکش شیاطین کا قید ہو جانا ہے۔ کہ جس کی وجہ سے معاصی کا زور کم ہو جاتا ہے۔ رمضان شریف میں رحمت کے جوش اور عبادت کی کثرت کا مقتضیٰ یہ تھا کہ شیاطین بہکانے میں بہت ہی انتھک کوشش کرتے اور ایڑی چوٹی کا زور ختم کر دیتے اور اس وجہ سے معاصی کی کثرت اس ماہ میں اتنی ہو جاتی کہ حد سے زیادہ۔ لیکن باوجود اس کے یہ مشاہدہ ہے کہ مجموعی طور سے گناہوں میں بہت کمی ہو جاتی ہے۔ کتنے شرابی کبابی ایسے ہیں کہ رمضان میں خصوصیت سے نہیں پیتے۔ اور اسی طرح گناہوں میں اور بھی کمی ہو جاتی ہے۔ لیکن اس کے باوجود گناہ ہوتے ضرور ہیں۔ مگر ان کے سرزد ہونے سے اس حدیث پاک میں تو کوئی اشکال نہیں اس لئے کہ اس کا مضمون ہی یہ ہے کہ سرکش شیاطین قید کر دیے جاتے ہیں۔ اس بنا پر اگر وہ گناہ غیر سرکشوں کا اثر ہو تو کچھ خلجان نہیں۔ البتہ دوسری روایت میں سرکش کی قید بغیر مطلقاً شیاطین کے مقید ہونے کا ارشاد بھی موجود ہے۔ پس اگر ان روایات سے بھی سرکش شیاطین کا ہی قید ہونا مراد ہے کہ بسا اوقات لفظ مطلق بولا جاتا ہے۔ مگر دوسری جگہ سے اس کی قیودات معلوم ہو جاتی ہیں۔ تب بھی کوئی اشکال نہیں رہا البتہ اگر ان روایات سے سب شیاطین کا محبوس ہونا مراد ہو تب بھی ان معاصی کے صادر ہونے سے کچھ خلجان نہ ہونا چاہیے۔ اس لئے کہ اگرچہ معاصی عموماً شیاطین کے اثر سے ہوتے ہیں۔ مگر سال بھر تک ان کے اختلاط اور زہریلے اثر کے جماؤ کی وجہ سے نفس ان کے ساتھ اس درجے مانوس اور متاثر ہو جاتا ہے کہ تھوڑی بہت غیبت محسوس نہیں ہوتی بلکہ وہی خیالات اپنی طبیعت بن جاتی ہے اور یہی وجہ ہے کہ غیر رمضان کے جن لوگوں سے گناہ زیادہ سرزد ہوتے ہیں رمضان میں بھی ان ہی سے زیادہ تر صادر ہوتا ہے۔ اور آدمی کا نفس چونکہ ساتھ رہتا ہے۔ اسی لئے اس کا اثر ہے۔ دوسری بات ایک اور بھی ہے۔ حضورؐ کا ارشاد ہے کہ جب کوئی آدمی گناہ کرتا ہے تو اس کے قلب کا کالا نقطہ لگ جاتا ہے۔ اگر وہ سچی توبہ کر لیتا ہے تو وہ دھل جاتا ہے ورنہ لگا رہتا ہے۔ اور اگر دوسری مرتبہ گناہ کرتا ہے تو دوسرا نقطہ لگ جاتا ہے حتیٰ کہ اس کا قلب بالکل سیاہ ہو جاتا ہے۔ پھر خیر کی بات اس کے قلب تک نہیں پہنچتی۔ اسی کو حق تعالیٰ شانہٗ نے اپنے کلام پاک میں کَلَّا بَلْ رَانَ عَلٰی قُلُوْبِهِمْ سے ارشاد فرمایا ہے۔ کہ ان کے قلوب زنگ آلود ہو گئے۔ ایسی صورت میں وہ قلوب ان گناہوں کی طرف خود متوجہ ہوتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ بہت سے لوگ ایک نوع کے گناہ کو بے تکلف کر لیتے ہیں۔ لیکن اسی جیسا جب کوئی دوسرا گناہ سامنے ہوتا ہے تو قلب کو اس سے انکار ہوتا ہے مثلاً جو لوگ شراب پیتے ہیں ان کو اگر سؤر کھانے کو کہا جائے تو ان کی طبیعت کو نفرت ہوتی ہے۔ حالانکہ معصیت میں دونوں برابر ہیں۔ تو اسی طرح جبکہ غیر رمضان میں وہ ان گناہوں کو کرتے رہتے ہیں تو دل ان کے زنگ آلود ہو جاتے ہیں۔ جس کی وجہ سے رمضان المبارک میں بھی ان کے سرزد ہونے کے لئے شیاطین کی ضرورت نہیں رہتی۔

(باقی آئندہ)

یادِ رفتگان — مرسلہ خان عبدالحمید خان صاحب آف فیروز سنز

الحاج مولیٰنا مولوی فیروز الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کے خود نوشت سوانح حیات

(۴)

سردار محمد حیات خاں برادر مرحوم کی معیت میں :- جب وہ سردار محمد حیات کے سررشتہ دار تھے۔ مجھے بھی اکثر سردار صاحب کی خدمت میں جانے کا اتفاق ہوتا رہا اور یہ سلسلہ مرحوم بھائی صاحب کی وفات کے بعد بھی جاری رہا۔ ان کے متعلق ایک واقعہ کا ذکر کر دینا بھی ضروری سمجھتا ہوں۔ سردار صاحب نے فرمایا "جب دہلی میں غدر ہُوا۔ تو میں جنرل نکلسن کے ساتھ بحیثیت آرڈرلی آفیسر دہلی میں موجود تھا۔ ہمارے کیمپ شہر سے باہر لگے ہوئے تھے۔ اس کے قریب ہی ایک درویش رہتا تھا۔ ہم لوگوں کو جب کبھی فرصت ملتی۔ درویش کی قیام گاہ میں حقّہ پینے چلے جاتے۔ ایک دن وہاں ایک اور درویش صورت انسان آیا۔ لیکن اس کا لباس بالکل انگریزوں جیسا تھا۔ جب وہ پہلے درویش کے پاس پہنچا تو اس نے ڈنڈا لے کر اسے پیٹنا شروع کر دیا اور اس قدر مارا کہ وہ غریب بھاگنے پر مجبور ہوگیا۔ ہم سب یہ تماشا دیکھ رہے تھے۔ لیکن اس مجذوب کے سامنے بولنے کی ہمت نہ پڑتی تھی۔"

اگلے دن ہم پھر وہیں بیٹھے حقّہ پی رہے تھے کہ وہی شخص دوبارہ آگیا۔ اب پہلے درویش نے اپنا بوریا بستر سمیٹا اور ایک طرف کو چل دیا۔ ہم سب حیران تھے۔ نئے آنے والے نے بھی ہم سے کوئی بات نہ کی۔ اور پہلا درویش بھی خاموشی سے اُٹھ کر چلا گیا۔ وہ تھوڑی دور گیا ہوگا۔ کہ میں لپک کے اس کے ساتھ ہولیا۔ اور آخر جرأت کرکے پوچھ ہی لیا۔ کہ "حضرت! یہ کیا ماجرا ہے" کل تو آپ نے اسے مار کر نکال دیا اور آج بغیر کسی بات کے آپ یہاں سے چل دیے۔" اُنھوں نے جواب دیا "میں ہندوستان میں مغلوں کی حکومت کا محافظ تھا۔ یہ شخص کل آیا۔ اور کہا۔ کہ انگریزوں کے لیے جگہ خالی کر دو۔ اس پر مجھے تاؤ آگیا۔ اور میں نے اسے ڈنڈے مار کر نکال دیا۔ لیکن اب اللہ میاں کا حکم ہے۔ کہ مغلوں کی سلطنت کا تختہ اُلٹ دیا جائے۔ کیونکہ ان میں حکومت کی اہلیت نہیں رہی۔ اور ان کی جگہ انگریزوں کو مقرر کر دیا گیا ہے۔ کل دہلی فتح ہو جائے گی۔ اور اس کا پھل تمھیں بھی ملے گا۔" یہ کہہ کر وہ فقیر جنگل کو چلا گیا اور میں دیکھتا رہ گیا۔

سردار صاحب بیان کرتے تھے کہ اگلے دن ہی دہلی فتح ہوگئی مگر اس جنگ میں ایک گولی جنرل جان نکلسن کے سینے میں لگی۔ برطانوی علم انھی کے ہاتھ میں تھا۔ زخم اگرچہ کاری تھا۔ تاہم جنرل موصوف نے جھنڈے کو اس وقت تک سنبھالے رکھا۔ جب تک ایک دوسرے انگریز افسر نے آکر نہ تھام لیا۔ سردار صاحب جنرل موصوف کو اُٹھا کر خیمے میں لائے۔ اور ہر چند کوشش کی کہ خون بند ہو جائے۔ لیکن اب ان پر موت کی زردی چھانے لگی۔ عین اس وقت جنرل جان نکلسن نے اپنے بہتے خون سے سردار صاحب کے لیے خوشنودی کی چٹھی لکھ دی۔ اور ان کی کارکردگی کی تعریف کی۔ اسی دن سے سردار صاحب کی عزت انگریزوں کی نظر میں بہت بڑھ گئی۔ چنانچہ آپ کو تحصیلدار بنا دیا گیا۔

میری پیدائش :- انگریزی حکومت کا ابتدائی دور تھا اور بچّوں کے لیے مدرسوں کی اس قدر افراط نہ تھی۔ اس لیے تاریخ پیدائش کاغذات میں درج نہ کی جاتی تھی۔ بڑے بوڑھے صرف یہی یاد رکھتے کہ فلاں بچہ فلاں مہینے میں پیدا ہُوا۔ چاند کی تاریخ عموماً یاد رہتی لیکن سن ہجری کا نہ خیال رکھا جاتا نہ ضروری سمجھا جاتا۔ والدہ مرحومہ بتایا کرتیں کہ میری پیدائش چاند کی ستائیسویں کو ہوئی اور ساون کا مہینہ تھا۔ اس سے صحیح تاریخ پیدائش کا تعیّن تو ممکن نہیں تاہم اس کی تصدیق میرے ایک عزیز دوست اور والد صاحب کے شاگرد اور معتقد لالہ ولی رام صاحب تمدن قانونگو لاہور نے بھی کی۔ لالہ ولی رام صاحب سے ہمارے تعلقات برادرانہ تھے۔ بچپن میں میرا ان کے گھر آنا جانا بھی تھا۔ وہ والد مرحوم سے فارسی پڑھا کرتے تھے۔ انھوں نے مجھے بتایا کہ میں اگست ۱۸۶۴ء میں پیدا ہُوا۔ اس طرح بھی ساون کا مہینہ آتا ہے۔

میری تعلیم :- چونکہ میرے دادا مرحوم و مغفور کو تعلیم کا بہت شوق تھا اور انھوں نے والد مرحوم کی تعلیم پر خاص زور دیا۔ اگرچہ ان دنوں خال خال افراد ہی تعلیم سے بہرہ ور ہوتے تھے۔ اور کہیں کہیں ہائی سکول جاری ہو رہے تھے۔ بچوں کو زیادہ تر مسجدوں کے ملحقہ مدرسوں میں قرآن شریف پڑھایا جاتا تھا۔ کچھ بچے انھیں درسگاہوں میں فارسی کی کتابیں مثلاً گلستاں۔ بوستاں۔ کریما بہار دانش وغیرہ پڑھتے تھے۔ لیکن میری ابتدائی تعلیم گھر پر ہی ہوئی۔ والد صاحب مرحوم نے بسم اللہ کرائی۔ ابھی کچھ شُد بُد ہی ہُوئی تھی کہ ان کا انتقال ہوگیا۔ پھر میں نے معمولی ابتدائی کتابیں برادر بزرگ مولوی فتح الدین صاحب اور چچا صاحب سے پڑھیں۔ اس طرح فارسی زبان میں میری استعداد اچھی خاصی ہوگئی۔

اورینٹل کالج میں داخلہ :- ۱۸۷۵ء میں پنجاب یونیورسٹی کے رجسٹرار ڈاکٹر لائنٹر صاحب تھے۔ برادر بزرگ مولوی فتح الدین کے ساتھ ان کے دوستانہ تعلقات تھے۔ انھوں نے ایک دن دورانِ گفتگو صاحب موصوف سے میری تعلیم کا تذکرہ چھیڑا۔ اور انھیں بتایا کہ انگریزی تو نہیں جانتا لیکن فارسی اچھی جانتا ہے۔ اگر ہوسکے تو اسے اورینٹل کالج میں داخل کر لیا جائے۔ رجسٹرار صاحب مجھے کالج میں داخل کرنے پر رضامند ہوگئے۔ دوسرے دن ہی برادر عزیز نے مجھے ایک تعارفی خط لکھ دیا۔ جسے لے کر میں ان کی خدمت میں حاضر ہُوا۔ انھوں نے خط پڑھا اور مجھے مولوی عبدالحکیم صاحب کے پاس بھیج دیا۔ مولوی صاحب اورینٹل کالج میں اوّل مدرس تھے۔ انھوں نے میرا امتحان لیا۔ کچھ اسباق سُنے۔ اور مجھے منشی عالم کی کلاس میں داخل کر لیا۔

میرے ہم جماعت جان محمد صاحب :- اچھے حافظہ کے علاوہ مجھے تعلیم کا بے حد شوق تھا۔ روزانہ کالج جانے سے پیشتر سبق تیار کر لیتا۔ مشکل چیزیں کالج میں اُستاد صاحب سے حل کراتا۔ اس کے بعد گھر آکر دوبارہ پڑھا ہُوا سبق دُہراتا جس سے اسباق نہ صرف سمجھ آجاتے بلکہ کتابوں کے صفحات کے صفحات ازبر ہو جاتے تھے۔

کالج سے اکثر اوقات "اخلاقِ جلالی" میں سے بعض فارسی عبارات اُردو میں ترجمہ کے لیے دی جاتی تھیں۔ چنانچہ میں اپنی علمی استعداد کے مطابق ان کا ترجمہ کرکے لے جاتا۔ ایک دن مجھے اپنے ایک ہم جماعت جان محمد کا ترجمہ دیکھنے کا اتفاق ہوا۔ اس نے نہایت عمدہ اور بامحاورہ ترجمہ کیا تھا۔ مجھے یہ ترجمہ پڑھ کر اس کی قابلیت پر رشک ہوا۔ لیکن جب میں نے دریافت کیا تو اس نے بتایا۔ کہ اخلاقِ جلالی کا جو ترجمہ بازار میں چھپا ہوا بکتا ہے۔ میں وہاں سے ترجمہ نقل کرکے اُستاد صاحب کو دکھا دیتا ہوں۔ مجھے اس کی یہ ترکیب بے حد پسند آئی۔ اور میں نے بھی اخلاقِ جلالی کا ترجمہ خرید لیا۔ مگر جب گھر آکر میں نے اس کا مطالعہ کیا۔ تو میرے دل نے فیصلہ کیا۔ کہ یہ ترجمہ میری لیاقت سے باہر ہے۔ اس لیے مجھے ایسا نہ کرنا چاہیے۔ اس کے بعد میں نے اُسے ہاتھ تک نہ لگایا۔ بلکہ جیسا بھی ترجمہ خود کرسکتا تھا کرتا اور اُستاد کو دکھا دیتا۔

جن دنوں میں کالج میں تھا۔ ان ایام میں بھائی صاحب مرحوم کے دوستوں میں شوکت میرٹھی، سیف الحق ادیب، میر نثار علی [illegible]، مرزا عبداللہ حیرتی

اور منشی نبی بخش خاں جو میرے والد صاحب کے شاگرد تھے تقریباً ہر روز بھائی صاحب سے ملنے آیا کرتے اور کئی کئی گھنٹے یہ مجلس قائم رہتی۔ بھائی صاحب نے منشی نبی بخش خاں صاحب سے فرمایا آپ اسے فارسی کتابوں کے سبق پڑھا دیا کریں۔ جسے انھوں نے بخوشی منظور کر لیا۔ وہ جب تشریف لاتے میں کتاب کھول کر بیٹھ جاتا اور اپنی سمجھ کے مطابق ہر شعر کا ترجمہ اور تشریح کرتا اور منشی صاحب اگر مناسب سمجھتے تو اس میں ایزادی کر دیتے۔ ایک دفعہ قصائد عرفی پڑھ رہا تھا۔ جب میں اس شعر پہ پہنچا ؎

آنجا کہ نہیب تو تپ لرزہ کند عام
اعمیٰ متحرک نگرد نبض سقیم را

تو منشی نبی بخش خاں جو بڑے زندہ دل بزرگ تھے۔ حاضرین مجلس سے (جن کے نام اوپر درج کیے گئے) کہنے لگے کہ لڑکے کو آج آپ سبق پڑھا دیجیے۔ مگر وہ سب بغلیں جھانکنے لگے۔ پھر مجھ سے کہا تم اس شعر کے معنی بیان کرو۔ میں نے اپنی سمجھ کے مطابق اس کی تشریح کر دی تو انھوں نے کہا کہ آج تو یہ لڑکا ہم سب سے بازی لے گیا ہے۔

اخباری زندگی:۔ ۷ ستمبر ۱۸۷۹ء کو میرے برادر معظم مولوی فتح الدین کا انتقال ہو گیا۔ اس وقت ان کے لڑکے دین محمد کی عمر صرف چار سال کی تھی۔ اس لیے ناچار مجھے ہی ان کے اخبار "اخباروں کا قبلہ گاہ" کا کام سنبھالنا پڑا۔ ان کے ذمے انیس سو روپے کے قریب قرضہ تھا۔ ان کا ایک چھوٹا سا مکان چھ سو روپے میں رہن تھا جس کا سود دو روپیہ سینکڑہ ماہوار کے حساب سے مبلغ بارہ روپے ہر ماہ ادا کرنا پڑتا تھا۔ میں نے اس مکان کو فروخت کر کے اس قرض سے نجات حاصل کی۔ باقی قرضے ایک سال کے اندر اندر ادا کر دئیے۔ کیونکہ میرا اعتقاد تھا کہ اگر کوئی شخص قرضہ ادا کیے بغیر فوت ہو جائے تو مرنے والے کی نیکیاں قرض خواہ کو دی جائیں گی۔ اور میرے لیے یہ امر تکلیف دہ تھا کہ بھائی صاحب مرحوم کے ذمے قرض رہے اور اس کے عوض ان کے اعمال حسنہ ضائع ہو جائیں۔

دیوان امرناتھ:۔ اخبار کی ادارت کے سلسلے میں میرے تعلقات ہندوستان کے مختلف والیان ریاست اور وہاں کے چیف منسٹروں سے قائم ہو چکے تھے۔ ان میں دیوان امرناتھ صاحب چیف منسٹر ریاست جموں و کشمیر کا ذکر ضروری خیال کرتا ہوں۔ دیوان موصوف کے دادا ایمن آباد (ضلع گوجرانوالہ) کے رہنے والے تھے جو کشمیر میں جا کر آباد ہو گئے تھے اور مہاراجہ کے وزیر اعظم بنے۔ ان کے بعد ان کا بیٹا اور پھر دیوان امرناتھ ان کا پوتا بھی وزیر اعظم کے عہدہ پہ متعین ہوا۔

دیوان موصوف سے میرے تعلقات بہت اچھے تھے۔ جب میں اُن کے ہاں جاتا نہایت خندہ پیشانی سے پیش آتے اور ہر طرح میری امداد کرتے [illegible]

درسی کتب کا ٹھیکہ:۔ میں نے ایک درخواست دی تھی۔ کہ اگر تعلیمی کتابوں کی فروخت کا ٹھیکہ مجھے دیا جائے تو میں جموں اور کشمیر دونوں جگہوں پر اپنے ڈپو کھول دوں گا۔ جہاں اصلی قیمت کی کتابیں مل سکیں گی۔ میری درخواست کے بعد ایسی ہی ایک درخواست لالہ عطر چند کپور تاجر کتب لاہور نے بھی دے دی۔ وزیر تعلیم چونکہ لالہ عطر چند صاحب کے سرپرست تھے۔ اس لیے انھوں نے فیصلہ کیا۔ کہ جموں کی ٹھیکیداری لالہ عطر چند کپور کو دے دی جائے۔ اور کشمیر کی مولوی فیروز الدین اینڈ سنز کو۔ مسل جب بغرض فیصلہ چیف منسٹر صاحب کے پیش ہوئی تو انھوں نے مجھے بلا کر اس فیصلے کی اطلاع دی۔ میں نے اس پر اعتراض کیا۔ کہ لاہور سے جموں کا کرایہ بارہ آنے فی من ہے۔ اور کشمیر کا چار روپے" اس لیے مجھے یہ فیصلہ منظور نہیں۔ اس پر دیوان صاحب نے لکھا۔ کہ مولوی فیروز الدین اینڈ سنز کتابوں کی فروخت پر دو آنے فی روپیہ زائد لے سکتے ہیں۔ مگر یہ بھی میرے لیے ناقابل قبول تھا۔ جب یہ معاملہ تصفیۂ آخر کے لیے ریذیڈنٹ صاحب کے پاس گیا تو انھوں نے ٹھیکیداری کا سسٹم ہی منسوخ کر دیا۔

سائیں جیون شاہ:۔ کتابوں کے سلسلے میں مجھے اکثر جموں جانے کا اتفاق ہوتا تھا۔ ایک دفعہ مجھے ایک دوست سائیں جیون شاہ صاحب کے پاس لے گئے۔ جنھوں نے میری صورت دیکھتے ہی کہا۔ "آپ لوگ ریاست کو لوٹنے کیوں آتے ہیں۔ کیا علاقہ انگریزی میں رزق نہیں ہے؟ وہاں اس سے بہت زیادہ ہے۔" اُن کی ان باتوں سے اس وقت تو مجھے رنج ہوا۔ لیکن بعد کے حالات نے ثابت کر دیا کہ سائیں صاحب سچ کہتے تھے۔

مولوی حکیم نور الدین:۔ کشمیر میں مولوی حکیم نور الدین سے بھی میری ملاقات ہوئی۔ مولوی صاحب بڑے نیک انسان تھے۔ غالباً ریاست میں دو سو روپیہ ماہوار پر شاہی حکیم مقرر ہوئے تھے۔ رفتہ رفتہ ترقی کرتے کرتے مہاراجہ امر سنگھ کے زمانہ میں ان کی تنخواہ ایک ہزار روپیہ تک پہنچ گئی تھی۔ ان کا لباس اور طرز رہائش بالکل سادہ تھا۔ ایک دفعہ انجمن حمایت اسلام کے سالانہ جلسہ پر وہ بھی مدعو تھے۔ دوران گفتگو انھوں نے بتایا کہ میں جب حصول تعلیم کے لیے لکھنؤ پہنچا تو گذارے کی کوئی صورت نہ تھی۔ ایک صاحب کے ہاں ڈیڑھ روپیہ ماہوار پر نوکری کر لی۔ لیکن روٹی پکانا میرے بس کا روگ نہ تھا۔ جوں توں کر کے روٹی پکائی تو وہ ایسی بے ڈھنگی تھی کہ میں خود شرمسار تھا۔ خدا سے دعا مانگی کہ اللہ میاں میری نیت علم حاصل کرنے کی ہے۔ کوئی اور سہارا بن جائے یہ کام میں سرانجام نہ دے سکوں گا۔ خدائے بزرگ و برتر نے ایک نئی صورت پیدا کر دی اور میں حصول تعلیم میں کامیاب ہو گیا۔

کام کی باتیں

مرسلہ: محمد احسان الحق ندیم منٹگمری

۱ ابوہریرہ رضہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے کہا یا رسول اللہ ؐ! مجھے نصیحت فرمائیے۔ آپؐ نے فرمایا کہ غصے میں نہ آیا کرو۔

۲ رجاء بن حیوہ نے کہا ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز ایک رات اُٹھے اور چراغ کو درست کیا۔ میں نے کہا آپ نے یہ کام کرنے کا مجھے حکم دیا ہوتا یا کسی کو آواز ہی دے دیتے کہ وہ درست کر دیتا آپ نے فرمایا۔ "جس وقت میں اُٹھا اس وقت بھی عمرؓ تھا اور جب واپس آیا تو بھی عمر ہوں"

۳ بکر بن عبداللہ نے کہا ہے:۔

"جب تم اپنے سے بزرگ آدمی دیکھو۔ تو کہو کہ یہ شخص اسلام اور عمل صالح میں مجھ سے سبقت لے گیا ہے اس لیے یہ مجھ سے بہتر ہے اور اگر اپنے سے کم عمر والے کو دیکھو تو کہو میرے گناہ اور میری خطائیں اس کے گناہ اور خطاؤں کے مقابلہ میں زیادہ ہیں لہٰذا وہ مجھ سے بہتر ہے"

۴ ایک شخص نے حضرت علی رضہ کی ان کے منہ پر جھوٹی تعریف کی حضرت علی فرمانے لگے "جو تم کہتے ہو۔ اس سے میں کم ہوں اور جو تمھارے دل میں ہے اس سے زیادہ"

۵ حضرت علی رضہ نے فرمایا کہ جس شخص کے پاس اللہ اور اس کے رسول ؐ اور اس کے اولیاء کی سنت [illegible] اس کے پاس کچھ بھی نہیں۔ آپؓ سے پوچھا گیا کہ اللہ کی سنت کیا ہے؟ فرمایا راز کو پوشیدہ رکھنا پوچھا گیا اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی سنت کیا ہے؟ فرمایا۔ لوگوں سے حسن سلوک کرنا۔

پھر پوچھا گیا۔ کہ اولیاء کی کیا سنت ہے؟ فرمایا کہ لوگوں کو ایذا پہنچانے سے احتراز کرنا"

پھر آپؓ نے فرمایا۔ کہ ہم سے پہلے لوگ ایک دوسرے کو تین باتوں کے [illegible] کرتے تھے:۔

کہ اللہ تعالیٰ اس شخص سے [illegible] کے کام ہٹا دیتا ہے جو آخرت کے لیے عمل کرتا ہے۔ اور اس شخص کے ظاہر حالات کو بہتر [illegible] جو اپنے پرائیویٹ حالات بہتر بناتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ اس شخص کے لوگوں سے تعلقات درست کر دیتا ہے جو اپنا اللہ سے تعلق درست کرتا ہے"

۶ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ اے انسان! تو اللہ کے نزدیک سب سے بہتر اپنے نفس کے نزدیک سب سے بدتر اور لوگوں میں ایک عام آدمی کی طرح ہو جا"

بچوں کا صفحہ

ماہ رمضان اور مسلمان بچے

از مشتاق حسین صاحب بخاری

پیارے بچو! گذشتہ ہفتہ سے ہمارا سب سے زیادہ محبوب اور برکت والا مہینہ یعنی رمضان شریف شروع ہو چکا ہے۔ اس ماہ میں دن کے وقت روزے رکھے جاتے ہیں اور رات کو نماز تراویح پڑھی جاتی ہے۔ ان عبادات کے علاوہ رمضان شریف ایسا مہینہ ہے جس میں ہم اپنے اپنے اعمال کا جائزہ لے سکتے ہیں۔ کیونکہ حکم ہے کہ روزہ مقبول اسی صورت میں ہو سکتا ہے اگر ہم روزمرہ کی چھوٹی چھوٹی برائیوں یعنی جھوٹ غیبت۔ بدکلامی۔ غصہ وغیرہ سے خود کو پاک رکھیں۔ چنانچہ اس ماہ اگر ہم اپنے اوپر کڑی نگاہ رکھیں تو معلوم ہو سکتا ہے کہ دن میں ہم کتنی دفعہ یہ چھوٹے چھوٹے گناہ کرتے ہیں۔ پھر رمضان شریف ایسا مہینہ ہے۔ جس میں ہم ہر طرح کی نیک عادات ڈال سکتے ہیں وہ اس طرح کہ جب ایک ماہ تک ہم نیک کام پورے التزام سے کرتے رہیں گے تو ضروری ہے کہ ہمیشہ کے لئے ہمیں ان کاموں کی عادت ہو جائے۔

عزیزو! فی الحال رمضان شریف ہم سے یہی مطالبہ کرتا ہے کہ ہم دن کے وقت روزے رکھیں۔ رات کو عبادت کریں۔ قرآن کریم کی تلاوت کریں اور اس کا مقصد سمجھیں۔ نیک کام کریں اور برے کاموں سے پرہیز کریں۔ لیکن ہمارے اسلاف پر ان کے علاوہ اور بھی بڑی بڑی ذمہ داریاں تھیں چنانچہ جب رمضان شریف پہلی دفعہ شروع ہوا تو ان دنوں مدینہ مقدسہ میں شدت کی گرمی پڑ رہی تھی۔ لیکن کسی نے بھی اس ماہ کو اپنے لئے مصیبت خیال نہ کیا۔ اس کے بعد اسی ماہ میں جہاد کا پہلی دفعہ حکم ہوا۔ کفارِ مکہ ایک ہزار کی تعداد میں مسلح بدر کے میدان میں آ گئے تو مسلمانوں کو صرف ۳۱۳ کی تعداد میں چند ہتھیاروں کے ساتھ نکلنا پڑا۔ تب بھی کوئی مسلمان نہ روزہ چھوڑنے پر آمادہ ہوا اور نہ میدانِ جہاد سے پیچھے ہٹنے پر۔ بلکہ بڑی خوشی ہمت اور استقلال کے ساتھ مقابلے پر آ گئے اور اللہ اور رسول کے دشمنوں کو عبرتناک شکست دی اسی جنگ میں دو چھوٹے چھوٹے بچے شہید ہوئے۔ عزیزو! اگر تم ان کا جوش شہادت اور بہادری کا حال سنو تو دنگ رہ جاؤ۔ مسلمانوں کا سب سے بڑا دشمن ابوجہل تھا۔ یہ انصاری بچے اس دشمنِ خدا کے حالات مہاجرین سے سن چکے تھے۔ جب جنگ ہوئی تو ان کے سر میں یہ سودا سمایا کہ اسی کا خاتمہ کرو۔ چنانچہ وہ حضرت عبدالرحمان بن عوفؓ سے اس کا پتہ پوچھ کر اس کے درپے ہو گئے۔ ابوجہل کی مدد کو اس کا لڑکا عکرمہ بھی آ گیا۔ جب لڑتے لڑتے ان بچوں میں سے ایک کا بازو کٹ گیا تو وہ ایک ہی ہاتھ سے تلوار چلاتے رہے۔ حتیٰ کہ اس کا خاتمہ کر دیا۔

پیارے بچو! خیال تو کرو ان بچوں کی عمریں کیا تھیں؟ ایک کا نام معاذ بن عمروؓ ہے۔ جن کی عمر ۱۱ سال کی تھی۔ اور دوسرے کا نام معوذ بن ہے۔ جو صرف نو سال کے تھے اور مقابلے پر اسلام کے بڑے دشمن۔ سردارِ کفار اور جسیم آدمی تھے۔ ایسے مقابلے کا تصور ہی تمہیں کپکپا دیتا ہے۔ لیکن انہوں نے نہ صرف مقابلہ کیا۔ بلکہ فتح پائی۔ وہ بچے تم میں سے کئی بچوں سے عمر میں چھوٹے ہوں گے۔ بہر حال ان کی زندگیوں میں سب کے لئے سبق موجود ہے۔ اگرچہ آج کل تمہارے لئے ضروری نہیں کہ دشمنوں کا مقابلہ میدان میں نکل کر کرو لیکن ان کے حالات سے پھر بھی تمہیں بے خبر نہیں رہنا چاہیئے۔

رمضان شریف میں ایسے اعمال کے علاوہ ایک اور فرض بھی تم پر عائد ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ تعلیم یافتہ ہونے کی حیثیت سے دوسرے کم علم اور ناخواندہ لوگوں کو اس ماہ کا احترام کرنے کی تلقین کرو۔ انہیں اخلاق سے سمجھاؤ کہ اوّل تو وہ اس فرض کو بجا لائیں اور روزہ کی پابندی کریں۔ اور اگر وہ کسی مجبوری کی بنا پر اس سے معذور ہیں تو احترام کرنے میں کوئی عذر نہیں ہونا چاہیئے۔ انہیں بتاؤ کہ وہ علیحدہ اور چھپ کر کھائیں اور کھلے بندوں کھا پی کر رمضان المبارک کی بے حرمتی اور روزہ داروں کی دل آزاری نہ کریں۔

فرمودہ اقبالؒ

ہر لحظہ ہے مومن کی نئی شان نئی آن
گفتار میں کردار میں اللہ کی برہان
قہاری و غفاری و قدوسی و جبروت
یہ چار عناصر ہوں تو بنتا ہے مسلمان

رجسٹرڈ ایل نمبر ۶۰۴۷

ایڈیٹر:- عبد المنان چوہان

ہفتہ وار خبریں

بدل اشتراک
چندہ سالانہ .... دس روپے
چندہ ششماہی .... ۵ روپے
فی پرچہ .... ۴ آنے

یوم اقبال

۲۱ اپریل ۱۹۵۶ء کو پاکستان بھر میں یوم اقبال منایا جائیگا۔ ہم اس موقعہ پر علامہ مرحوم کے لئے بارگاہ رب العزت میں دعا کرتے ہیں کہ وہ ان کی قبر کو بہشت کا باغ بنائے اور قوم کو توفیق ارزانی فرمائے کہ وہ مرحوم کے پیغام کے مطابق عمل بھی کر سکے۔ ورنہ سال کے بعد ان کے کلام کے متعلق مقالات پڑھنے اور سننے سے قوم کے اندر نہ گزشتہ سترہ سال میں انقلاب پیدا ہوا اور نہ آئندہ ہوگا۔

—— کراچی - ۹ر اپریل - معلوم ہوا ہے کہ بھارت نے مغربی پاکستان کی سرحدات فیروزپور ہیڈورکس وغیرہ پر بھاری فوجیں جمع کر لی ہیں۔ حکومت پاکستان نے ہندوستان کی اس حرکت پر زبردست احتجاجی تار بھیجا ہے جس میں حکومت ہند سے مطالبہ کیا گیا ہے کہ وہ ان فوجوں کو فوراً واپس بلالے۔

—— لاہور - ۹ر اپریل - گورنر مغربی پاکستان نے ایک حکم کے تحت صوبہ بھر میں گندم کی نقل و حرکت پر پابندی عائد کر دی ہے اور متعلقہ حکام کی اجازت کے بغیر ۵ سیر سے زیادہ گندم دوسری جگہ لے جانے کی ممانعت کر دی ہے۔ ایک دوسرے حکم کے ذریعہ ذخیرہ اندوزی کو بھی جرم قرار دیا گیا ہے۔

—— کراچی - ۹ اپریل - آج رات نو بجے قومی اسمبلی کا اجلاس غیر معین وقت کے لئے ملتوی ہو گیا۔ اسمبلی نے بیس بل منظور کئے اور ایک بل سیلیکٹ کمیٹی کے سپرد کیا۔ اسمبلی نے ۵۵-۱۹۵۴ء کے لئے ضمنی مطالبات زر کی بھی منظوری دی ہے۔

—— کراچی - ۹ر اپریل - معلوم ہوا ہے - کہ پاکستان فضائیہ کے لئے امریکی سامان عنقریب تیزی سے یہاں پہنچنا شروع ہو جائے گا۔

—— لاہور - ۱۰ر اپریل - معلوم ہوا ہے کہ حکومت مغربی پاکستان نے سال رواں میں سرکاری ذخائر کے لئے گندم خریدنے کا نرخ دس روپے فی من مقرر کیا ہے۔

—— کراچی - ۱۰ر اپریل - ایک اعلیٰ سرکاری ذریعہ سے معلوم ہوا ہے کہ کشمیر کا مسئلہ دوبارہ حفاظتی کونسل میں پیش کرنے کے لئے حکومت پاکستان متعدد اقدامات کر رہی ہے۔

—— لاہور - ۱۰ر اپریل - لاہور کارپوریشن کے مجوزہ انتخابات کے لئے انتخابی پروگرام کا اعلان کر دیا گیا ہے۔ زنانہ پولنگ ۲۳ جون اور مردانہ ۲۴ جون کو ہوگا۔

—— ۱۰ر اپریل - لاہور کارپوریشن نے اپنے ملازموں کو کرایہ مکان اور سائیکل الاؤنس دینے کا فیصلہ کیا ہے۔

—— پشاور - ۱۲ر اپریل - افغانستان سے موصول ہونے والی اطلاعات سے پتہ چلتا ہے - کہ ملک میں افغان جمہوری پارٹی کے ارکان کی انقلابی سرگرمیاں زوروں پر ہیں - ان کی افغان فوجوں سے جھڑپیں بھی ہوتی ہیں۔

—— الجزائر - ۱۶ر اپریل فرانسیسی فوج نے گزشتہ ۲۴ گھنٹوں میں ۱۸۸ قوم پرست شہید کر دیئے

—— پیرس - ۹ر اپریل - گزشتہ دو دن سے فرانس اور الجزائری مجاہدین کے مابین تحریک آزادی کی تاریخ میں سب سے شدید جنگ جاری ہے جس میں مجاہدین کے مضبوط ترین دستے اور فرانس کی بڑی فوجوں کے علاوہ ہوائی فوج بھی شریک ہے۔

—— نئی دہلی - ۹ر اپریل - جموں میں کل رات دو سیاسی پارٹیوں میں شدید تصادم ہوا۔ ایک اطلاع کے مطابق پولیس کو ہجوم منتشر کرنے کیلئے گولی چلانا پڑی جس سے ۱۰ افراد ہلاک اور ۴۳ مجروح ہوئے۔

پنجاب پریس لاہور میں مولوی عبید اللہ انور پرنٹر پبلشر کے اہتمام سے چھپا اور دفتر رسالہ خدام الدین لاہور اندرون دروازہ شیرانوالہ سے شائع ہوا۔